إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل ہفتہ میں دوبار قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۱۵	مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۷ء	جمعہ	مطابق ۲۰ صفر ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

محضر نامہ کئی لاکھ مسلمانوں کی طرف سے ہوگا

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا مجوزہ محضر نامہ جس میں مسلمانان پنجاب کے ملکی و سیاسی حقوق کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اسی صورت میں با اثر اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے کہ لاکھوں مسلمان اس پر دستخط کر کے اس بات کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ کہ وہ اپنے حقوق کے حصول کیلئے نہایت بیتاب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ کسی مسلمان کو محضر نامہ پر دستخط کرنے یا بصورت ناخواندہ ہونے کے انگوٹھا لگانے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہر جگہ ایسے مستعد اور سرگرم اصحاب ہوں جو اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر تکمیل تک پہنچائیں۔ پس جن اصحاب کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے۔ انہیں نہایت مستعدی کے ساتھ اسے سرانجام دینا چاہیئے۔ اور دوسرے اصحاب کو ہر طرح انکی امداد کرنی چاہیئے ٭

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ شملہ میں

حضرت اقدس کا تار بنام مولوی شیر علی صاحب
شملہ ۱۴ ار اگست - ½۹ بجے رات
"ہم بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ پتہ یہ ہوگا
کنگس لے"۔ شملہ
"Kings ley". (Simla.)

حضور کی خدمت میں جو احباب خطوط یا تار بھیجنا چاہیں وہ مندرجہ بالا پتہ پر بھیجیں ٭

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بھی تبدیلی صحت کے لئے شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ احباب ان کی خیر و عافیت کے لئے خاص طور پر دعا کریں ٭

آہ میاں نذیر احمد صاحب چغتائی

احمدی میاں فیملی لاہور کے سعید الفطرت اور نیک خو نوجوان میاں نذیر احمد صاحب چغتائی ابن میاں معراج الدین صاحب عمر تھوڑا عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۱۳-۱۴ اگست کی درمیانی شب اپنے معبود حقیقی سے جا ملے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

مرحوم نے کچھ عرصہ بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل نہایت خوبی اور خوش سلیقگی کے ساتھ کام کیا - جس سے مجھے ان کے اخلاق و عادات کا زیادہ غور سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا - اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مرحوم نہایت اعلیٰ خوبیوں کے مالک اور اپنے خاندان کی بہترین روایات کا نمونہ تھے - ۱۹۲۵ء میں جب مرحوم ولایت جانے کے ارادہ سے قادیان آئے تو ذاتی تعارف ہونے کی وجہ سے مکرم قاضی اکمل صاحب کے ذریعہ میں نے الفضل میں کام کرنے کی انہیں دعوت دی - اور مرحوم نے دین کا کام سمجھ کر اس پر ولایت کے متعلق اپنے بلند ارادوں اور پختہ تجویزوں کو ترک کر دیا - اور نہایت قلیل گذارہ یعنی تیس ۳۰ روپے ماہوار پر قابل تعریف دلچسپی اور محنت سے کام کیا - اور تھوڑے ہی عرصہ میں اخبار کے کام میں کافی دسترس حاصل کر لی - چنانچہ گزشتہ سال جب پہلی دفعہ بوجہ بیماری مجھے رخصت لینی پڑی - تو مرحوم نے بحیثیت انچارج کام کیا - اور اس قدر محنت سے کام کیا کہ خود بیماری کی رخصت لینی پڑی - جس کا سلسلہ بہت لمبا ہو گیا - آخر جب فروری ۱۹۲۷ء میں - میں کام کے قابل ہو سکا - تو مرحوم بھی اسی ماہ میں کام پر آگئے - اور وسط جون تک کام کیا - اس دوران میں بھی کبھی کبھی بیماری کی شکایت پیدا ہو جاتی رہی - لیکن اسے کچھ اہمیت نہ دی گئی - ماہ جون میں مرحوم کی دونوں بچیاں بیمار ہو گئیں - جنہیں لے کر چند دن کی رخصت پر لاہور گئے - تا ان کی تیمارداری میں آسانی ہو - لیکن وہاں جانے پر جب انکی رخصت کا سلسلہ لمبا ہونے لگا - تو میں نے انہیں آنے کے لئے ایک خط لکھا - جس کے جواب میں انہوں نے ایک ایسا فقرہ تحریر کیا - جسے میں نے اس وقت تو معمولی سمجھا - مگر اب جبکہ وہ پورا ہو گیا ہے - اسے مرحوم کی صفائی قلب اور رجوع الی اللہ کا نتیجہ سمجھتا ہوں - میں مرحوم کے اس خط کو بطور انکی یادگار کے شائع کرتا ہوں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرم مکرم منشی غلام نبی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا لفافہ ملا - میں آپ کا مشکور ہوں - کہ آپ نے مثل سابق اس موقع پر بھی اپنے قیمتی مشورہ سے مستفیض فرمایا - اور جناب ناظر صاحب کے فیصلے سے اطلاع دی - مگر پیارے بھائی ! ہر چند میں نے کوشش کی کہ میں اس تاریخ پر حاضر ہو جاؤں - مگر آہ افسوس موانعات بدستور قائم ہیں - ایک دو روز کے افاقہ کے بعد چھوٹی بچی کو پھر شدید بخار چڑھ گیا ہوا ہے - اور اس وقت وہ سخت بخار میں ہے اور سخت لاغر اور نحیف ہے - اور نہ صرف چھوٹی بچی ہی بلکہ بڑی بچی بھی بیمار ہے - ان کے علاوہ آج جو بخار روز ہے کہ میں بھی پھر مبتلائے بخار ہوں - اور اسوقت بخار کے سوا کمر بری طرح دکھ رہی ہے - ڈاکٹروں کی رائے میں یہ سب شور ڈاڑھ کی ناقابل برداشت درد اور دانتوں کی عام خرابی کی وجہ سے ہے - کل اور پرسوں اُفتاں و خیزاں لاہور کے بڑے ہسپتال میں بھی گیا - دو دن کے معائنہ کے بعد انکی بھی یہی رائے ہے - اب کے جو درد ڈاڑھ میں ہو رہی ہے وہ معمولی نہیں بلکہ اس شدت کی ہے کہ جب وہ تیز ہوتی ہے تو کئی بار ہوا ہے کہ بیتابی سے مجھے غش پڑ گیا - آج صبح بھی غش ہو گیا تھا - اس وقت ذرا کم درد ہے اور میں یہ خط لکھ رہا ہوں ورنہ مجھے تو اتنی بھی امید نہیں تھی - کہ میں اپنے ہاتھ سے خط لکھ سکتا - میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی تہ میں کیا راز خداوندی ہے - **ممکن ہے کہ جہاز عمر ہی کنارے پر لگنے والا ہو -** مگر خیر بہر حال میں ان دونوں ڈاڑھوں کو نکلوانے کے بعد جیسی کہ میری حالت ہو گی - قادیان آجاؤں گا - تا آپ کی نظروں کے سامنے بیمار پڑا رہوں - مجھے ایک طرف لڑکیوں کا فکر ہے اور دوسری طرف اپنی فکر ہے - اللہ تعالیٰ رحم کرے - دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ان تکلیفوں کو دور فرماوے + نذیر احمد چغتائی از لاہور

اس خط کے بعد مرحوم قادیان آئے - اور دو تین دن دفتر میں کام بھی کیا - لیکن پھر بیمار ہو گئے اور ایسے بیمار ہوئے کہ پھر اُٹھ نہ سکے - جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی - تو گزشتہ جمعہ ۱۲ اگست کے دن مکرم میاں معراج الدین صاحب بغرض علاج مرحوم کو لاہور لے گئے - لیکن راستہ کی خرابی کی وجہ سے سخت تکلیف ہوئی - اور بمشکل ۱۳ کی دوپہر کو وہاں پہنچ سکے - کمزوری اور نقاہت بیحد بڑھ گئی - اور رات کو مرحوم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی - ۱۴ کی صبح کو جنازہ لے کر خاندان کے بہت سے افراد قادیان پہنچے - نماز جنازہ جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھائی - اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے +

مرحوم کو اپنی بچیوں سے جو بہت چھوٹی اور بن ماں کے تھیں بہت محبت تھی - انکی دلداری کا خاص خیال رکھتے تھے - خدا تعالیٰ ان کا محافظ و نگہبان ہو - احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں اور دعاء مغفرت کریں +

مرحوم کی وفات سے ہر اس شخص کو سخت صدمہ ہوا - جو ان کا واقف تھا مگر مجھے عام برادرانہ تعلقات کے علاوہ ایک قابل قدر اور مخلص مددگار کی امداد سے محروم ہو جانیکا بھی سخت صدمہ ہے - کاش کوئی اور قابل بھائی مرحوم کے سے اخلاص اور ایثار سے اپنے آپکو خدمت دین کی اس جگہ کے

ہدیہ شوق

افسوس ہے قضا ہوئی میری نماز شوق
یعنی ادا نہ ہو سکا مجھ سے نیاز شوق

ہمدم نہیں ہے کوئی نہ ہے کوئی غمگسار
خاموش بیٹھے ہیں کہ کہیں کس سے راز شوق

گذری ہے عمر بھول بھلیوں میں حسرتا
طے ہو سکے گی ہم سے نہ راہ مجاز شوق

محبوب ! تیرے حسن کی ہیں جلوہ ریزیاں
ہر ایک احمدی نظر آئے ایاز شوق

یارب بہت ہی دور ہے وہ ساحل مراد
پہنچے گا تیرے فضل ہی سے یہ جہاز شوق

پہنچا ہے سخت صدمہ مرگ میاں نذیر
برسوں رہے گا خامہ بھی پیشکش طراز شوق

کیوں پیچ و تاب کھائے نہ حسن کرشمہ ساز
کوتاہ جلد ہو گئی زلف دراز شوق

ہر بے وفا سے میں نے نباہی اخیر تک
قائم ہے میری ذات سے سب امتیاز شوق

اے بوالہوس تمہارا گذر ہے وہاں محال
اُڑتا ہے جس فضا میں فقیروں کا باز شوق

قبلہ بنا گئے اک بت کافر کو آج کل
سب سے جدا بنا لیا میں نے حجاز شوق

اکمل کسی کی یاد میں جان سے گذر گیا
وہ قدر دان حسن - وہ ”اک پاکباز شوق“

(قاضی محمد ظہور الدین اکمل)

مسلمانان منصوری کا جلسہ عام

ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کا شکریہ

تار بنام الفضل

۱۵ اگست منصوری - جناب سید عبدالحئی صاحب سیکرٹری مجلس تنظیم حسب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں :-

گزشتہ شب جامع مسجد میں مجلس تنظیم کے زیر انتظام مسلمانان منصوری کا ایک جلسہ جس میں تمام فرقوں کے مسلمان شامل تھے - بصدارت خورشید حسین صاحب منعقد ہوا جس میں حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے جملہ حاضرین پاس ہوئے +

۱ - یہ جلسہ تہ دل سے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے فوجداری کارروائی اختیار کرنے کی اہمیت کو محسوس کیا - جو رسالہ ورتمان کے ناپاک مضمون سے

39

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ / اگست ۱۹۲۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

فیصلہ ورتمان کے بعد مسلمانوں کا اہم فرض

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

ورتمان کا ایڈیٹر و مضمون نگار دنیا کے دوزخ میں

"ورتمان" کے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا اور "سیر دوزخ" کا مضمون لکھنے والا۔ اور اس کا چھاپنے والا دونوں ایک سال اور چھ ماہ کے لئے دنیا کے دوزخ میں ڈالدیئے گئے۔ لوگ خوش ہیں۔ بعض لوگ مجھے مبارک باد کے تار دے رہے ہیں اور بہت سے خطوط کے ذریعہ سے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر میرا دل غمگین ہے۔ میرا دل غمگین ہے۔ کیونکہ میں اپنے آقا اپنے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک عزت کی قیمت ایک سال کے جیلخانہ کو نہیں قرار دیتا۔ میں ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی سزا قتل ہے ایک آدمی کی جان کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ میں ایک قوم کی تباہی کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ میں ایک دنیا کی موت کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ بلکہ میں اگلے اور پچھلے سب کفار کے قتل کو بھی اس کی قیمت نہیں قرار دیتا۔ کیونکہ میرے آقا کی عزت اس سے بالا ہے۔ کہ کسی فرد یا جماعت کا قتل اس کی قیمت قرار دیا جائے۔

رسول کریمؐ کی عزت دنیا کے احیاء میں ہے

کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ میرا آقا دنیا کو جلانے کے لئے آیا تھا نہ کہ مارنے کے لئے۔ وہ لوگوں کو زندگی بخشنے کے لئے آیا تھا نہ کہ ان کی جان نکالنے کے لئے۔ اور وہ زمین کو آباد کرنے کے لئے آیا تھا نہ کہ ویران کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے اس کے حق میں گواہی دیتا ہے کہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ۔ اے مومنو۔ اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو۔ جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنیکے لئے بلاتے ہیں +

تبلیغی سستی کا نتیجہ

غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت دنیا کے احیاء میں ہے نہ اس کی موت میں۔ پس میں اپنے نفس میں شرمندہ ہوں کہ اگر یہ دو شخص جو ایک قسم کی موت کا شکار ہوئے ہیں۔ اور بدبختی کی مُہر انہوں نے اپنے ماتھوں پر لگائی ہے۔ اس صداقت پر اطلاع پاتے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی تو کیوں گالیاں دیکر برباد ہوتے۔ کیوں اسکے زندگی بخش جام کو پی کر ابدی زندگی نہ پاتے۔ اور اس صداقت کا ان تک نہ پہنچنا مسلمانوں کا قصور نہیں تو اور کس کا ہے۔ پس میں اپنے آقا سے شرمندہ ہوں۔ کیونکہ اسلام کے خلاف موجودہ شورش درحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سستی کا نتیجہ ہے۔ قانون ظاہری فتنہ کا علاج کرتا ہے۔ نہ دل کا۔ اور میرے لئے اس وقت تک خوشی نہیں جب تک کہ تمام دنیا کے دلوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نکل کر اُسکی جگہ آپ کی محبت قائم نہ ہو جائے۔ لوگوں کے مونہوں پر مُہر لگانے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ تو صرف ہمارے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ محمد رسول اللہ کی عزت تو اس میں ہے کہ دل اس کی محبت کے جذبات سے پُر ہوں۔ اور آنکھیں اس کے فراق سے نمناک۔ اور زبانیں اس کی تعریف میں گویا +

رسول کریمؐ کی عزت کس طرح قائم ہو سکتی ہے

اگر سیر دوزخ کا لکھنے والا۔ اور اس کے چھاپنے والا دو قید ہو گئے ہیں تو اس کے صرف یہ معنے ہیں کہ ہمارے جذبات کو جو صدمہ پہنچا تھا۔ اس کا بدلہ لے لیا گیا ہے۔ لیکن اے مسلمان کہلانے والے اس بات کو مت بھول کہ جو کچھ ان دونوں نے لکھا اور شائع کیا ہے وہ کروڑوں آدمیوں کے دلوں میں ہے اور جب تک اس کو مٹایا نہ جائے۔ اس وقت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی عزت قائم نہیں ہو سکتی۔ پس تو خوش نہ ہو کہ اگر تو سچا مومن ہے تو تیری خوشی اپنے انتقام میں نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقام میں ہے۔ اور وہ انتقام یہ ہے کہ تو اس وقت تک سانس نہ لے کہ جب تک دنیا میں ایک بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر باقی ہے تو اس پر خوش نہ ہو کہ تو نے محمد رسول اللہ صلعم کی عزت میں دنیا کو مار دیا۔ بلکہ اس پر خوش ہو کہ تو نے آپؐ کی محبت میں دنیا کو زندہ کر دیا۔ اور آپکی زندگی بخش آواز کو بعید ترین حصص دنیا میں پہنچا دیا۔ آہ ہم کس بات پر خوش ہیں؟ کیا اس بات پر کہ انگریزی حکومت نے جو مذہباً عیسائی ہے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اور بیسیوں آدمی مقرر کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی۔ اور اس بات کا ہمیں خیال بھی نہیں آتا۔ کہ اس عزت کی حفاظت کے لئے ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اور نہ کچھ کرنے کی فکر ہے۔ ہمیں دوسروں کے کئے پر کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اور انکی غفلت پر شکوہ کا کیا حق پہنچتا ہے؟۔ جبکہ ہم خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت سے غافل ہیں +

دیگر مذاہب والوں کی سرگرمیاں

مسیحی ایک انسان کو خدا منوانے کے لئے ہزاروں میل کا سفر کرتے ہیں۔ اور جانوں کو خطرہ میں ڈال کر اور کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ کر کے اپنے مذہب کی تلقین کرتے پھرتے ہیں۔ ہندو جو اب تک اپنے مذہب کی تعریف بھی نہیں کر سکے اور جن کے فرقوں کا باہمی اختلاف اس سے بھی بڑھا ہوا ہے جتنا کہ ان کے بعض فرقوں اور اسلام یا مسیحیت میں ہے۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ہر صوبہ میں پرچار کر رہے ہیں اور شدھی کی رو چل رہی ہے +

مسلمانوں نے اشاعت اسلام کیلئے کیا کیا

لیکن اے مسلمان کہلانے والو۔ جن کے نبی کی زبان پر خدا تعالےٰ نے خود یہ الفاظ جاری کئے کہ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اے تمام بنی نوع انسان میں اللہ کی جانب

۔سے تم سب کیطرف پیغام ہدایت دیکر بھیجا گیا ہوں۔ اور جنکی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ تم سب سے بہتر اُمت ہو کہ جن کو تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کو دنیا میں پھیلاتے ہو۔ اور بدی سے لوگوں کو باز رکھتے ہو۔ تم بتاؤ کہ تم نے نور اسلام اور پیغام محمد (صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی اشاعت کے لئے کیا کیا۔ اگر آپ لوگ اپنے فرض کو ادا کرتے۔ تو آج دُنیا میں رسول کریم اور اسلام پر حملہ کرنے والا کوئی نظر نہ آتا۔ دنیا پر اسلام کی حکومت ہوتی۔ اور تمام دل نگین محمد سے منقش ہوتے بجائے گالیوں کے اس مقدس ہستی پر درود بھیجا جاتا۔ اگر آپ لوگوں کو اشاعت اسلام اور شریعت کے قیام کے لئے قربانی کرنے کی جرأت نہیں تو پھر دوسروں کی حرکات کا گلہ کیا۔ اور گورنمنٹ کی مدد سے رسول کریم کی عزت کی حفاظت پر فخر کیسا؟

کیا آپ لوگوں میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ پہلے اسے زہر دیا جائے۔ اور پھر علاج کر کے اسے بچا لیا جائے یا وہ ڈوب جائے اور پھر لوگ اسے نکال لیں یا اس کا مال چور لے جائیں۔ اور پھر پولیس اس مال کو برآمد کردے۔ اگر آپ اسے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ یہ پسند کرتے ہیں۔ کہ آپ کو زہر دیا ہی نہ جائے اور آپ سلامتی سے سمندر کے کنارے پر کھڑے رہیں یا تختہ جہاز پر امن سے بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور آپ کا مال گھروں میں محفوظ رہے اور کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے۔ تو بخدا یہ بتائیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق اس امر پر کیوں خوش ہوتے ہیں کہ پہلے لوگ انہیں گالیاں دیں اور پھر جیلخانوں میں چلے جائیں۔ کیوں یہ کوشش نہیں کرتے کہ لوگ انہیں گالیاں ہی نہ دیں۔ اور یہ کام بغیر اشاعت اسلام اور اصلاح نفس کے ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اُٹھو اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو اسلام کی اشاعت کے لئے اور اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لئے خرچ کرو۔ پھر دیکھو کہ کس طرح دُنیا پر امن قائم ہو جاتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور دُنیا کے چاروں کونوں میں درخشاں نظر آتا ہے۔

پچھلی سستی کا کفارہ کرو

اب بھی وقت ہے کہ اپنی پچھلی سستی کا کفارہ کرو۔ اور اپنی غفلتوں کو ترک کردو۔ اور قومی ہمدردی کا نقش اپنے دل میں جماؤ اور ہر اک مسلمان کہلانے والے کی تکلیف کو اپنی تکلیف قرار دو۔ اور چھوت چھات جسکی وجہ سے مسلمانوں کی اقتصادی حالت تباہ ہو رہی ہے۔ اسے ہندوؤں کے مقابلہ پر اس وقت تک اختیار کرو جب تک کہ وہ اُس کو مسلمانوں کے متعلق نہ چھوڑیں۔ اور اپنے اخلاق کی درستی کرو۔ اور درندگی اور وحشت کو چھوڑ کر استقلال اور حکمت سے کام کرنے کی عادت ڈالو۔ اور نفس پرستی کے خیالات کو دلوں سے نکال دو۔ اور پھر اس دروازہ کی طرف دوڑو جس کے سوا تمہارے لئے کہیں پناہ نہیں۔ اور اس بارگاہ میں حاضر ہو۔ جس کے سوا تمہارا کوئی چارہ کار نہیں۔ اور ایک پختہ عہد اور نہ ٹوٹنے والا اقرار کرو۔ کہ آئندہ اپنے مال اور اپنی جان اور اپنی ہر اک چیز کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اشاعت اسلام کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار رہو گے۔ اور اپنی خواہشات اور اپنی اُمنگوں اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اور اپنے حاضر و مستقبل کے فوائد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کردو گے۔ اور سادہ اور پاک زندگی بسر کرنیکی کوشش کرو گے کیونکہ وہ شخص جو میدان جنگ کی طرف جانے سے پہلے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتا۔ میدانِ جنگ میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ پس سادہ زندگی اور اسراف سے پرہیز اور خدمت دین کی عادت ڈال کر اس جہاد عظیم کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو جو اسلام کو پیش آنے والا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جب تک وقت سے پہلے اس کے لئے تیاری نہیں کرو گے تو خواہ کیسے ہی مخلصانہ ارادے ہوں اور نیک نیتیں ہوں وقت پر کچھ نہ بن سکے گا۔ اور اپنی ذمہ داری کو ادا نہ کر سکو گے *

ورتمان کا فیصلہ مسلمانوں کے لئے تازیانہ ہے

پس اے بھائیو۔ ورتمان کے ایڈیٹر اور مضمون نگار کی قید پر خوش نہ ہو۔ بلکہ سمجھو کہ انکی قید ہمارے لئے ایک تازیانہ ہے اور ہمیں بتاتی ہے کہ ہم خود تو تبلیغ اسلام کرکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت کی حفاظت نہ کر سکے۔ لیکن ایک غیر مذہب کی گورنمنٹ نے اپنے قانون کے ذریعہ سے آپ کی عزت کی حفاظت کی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ گورنمنٹ سے اس بارہ میں مدد نہیں لینی چاہئے کیونکہ باوجود پرہیز کے اگر مرض پیدا ہو تو علاج کرنا ہی پڑتا ہے لیکن میرا یہ مطلب ہے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ کے قانون پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ جرم کو نہیں روک سکتا۔ بلکہ صرف مجرم کو سزا دیتا ہے اور خود تبلیغ اسلام اور شریعت کے قیام کے کام پر اس طرح زور دینا چاہیئے کہ دل محبت رسول سے بھر جائیں اور کوئی شخص آپ کو بُرا سمجھنے والا باقی نہ رہے *

مکمل قانون کی ضرورت

مذکورہ بالا اہم فرض کی طرف توجہ دلانے کے بعد میں عزت رسول کے تحفظ کے بارہ میں ایک اور امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گو جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ عزت رسول کریم کا تحفظ خود ہمارے ہاتھوں میں ہے اور ہماری کوششوں پر منحصر ہے لیکن پھر بھی چونکہ بعض لوگ نصیحت کو نہیں مانتے اور جرم کے ارتکاب پر دلیر ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو روکنے کے لئے قانون کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں مقدمہ ورتمان کے فیصلہ پر بے فکر نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ گو اس فیصلہ نے یہ تو ثابت کر دیا کہ دفعہ ۱۵۳ الف میں ان لوگوں کی سزا کے لئے بھی قانون مہیا کر دیا گیا ہے کہ جو مقدس ہستیوں کو گالیاں دیکر ان کے پیروؤں کا دل دکھاتے ہیں لیکن اس قانون میں ابھی بہت سی خامیاں ہیں جب تک وہ دُور نہ ہونگی ملک میں امن قائم نہ ہو سکے گا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہمت کی کمر کس کر کھڑے ہو جائیں اور اُس وقت تک آرام نہ کریں کہ وہ خامیاں دُور ہو جائیں۔ اور ایک مکمل قانون بنجائے۔ جس کے ڈر سے وہ شریر الطبع لوگ جو دلیل اور برہان کی قدر نہیں کرتے۔ اپنے خبث باطن کے اظہار سے رُکے رہیں۔ اور ان آسمان رُوحانیت کے ماہتابوں پر خاک ڈالنے کی کوشش نہ کریں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے پاک کیا۔ اور جن کے کندھوں پر اپنے تقدس کی چادر اُس نے ڈال دی۔ ہمارا فرض ہے کہ ایک آواز ہو کر گورنمنٹ کو توجہ دلائیں کہ وہ قانون کو ایسا مکمل کرے کہ آیندہ اسکی کمزوری کی وجہ سے ملک میں فتنہ پڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ گورنمنٹ خود اس کام کو کرنا نہیں چاہتی *

گورنمنٹ پنجاب و سر ہیلے کا شکریہ

(گورنمنٹ نے جس ہمدردی سے ورتمان اور راجپال کے مقدموں میں کام کیا ہے، وہ بتاتا ہے کہ وہ پورے طور پر ہمارے جذبات سے ہمدردی رکھتی ہے اور اس کی ان خدمات کا شکریہ نہ ادا کرنا اوّل درجہ کی اخلاقی کمزوری اور کمینگی ہو گا۔ اور میں اس اشتہار کے ذریعہ سے بھی اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے گورنمنٹ پنجاب اور صوبۂ سرحدی کا اور خصوصاً سر ہیلے کا اس ہمدردی پر شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس موقع پر انہوں نے مسلمانوں سے ظاہر کی۔ اور یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان کی حکمت عملی نے ملک کو خطرناک فسادات میں پڑنے سے بچا لیا ہے یہ بہت بڑی ہمدردی ہے) میرا یہ مطلب ہے کہ چونکہ یہ قانون مختلف مذاہب کے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ گورنمنٹ کو مسلمان اپنے منشاء سے اطلاع دیں۔ تاکہ اسے اپنی ذمہ داری کے ادا کرنے میں آسانی ہو اور وہ اہل ملک کی خواہش کے مطابق قانون بنا سکے *

جسٹس دلیپ سنگھ کا فیصلہ غلط ثابت ہونا ضروری تھا

شاید بعض لوگوں کو خیال گذرے کہ اس سے پہلے قانون کی ترمیم کے متعلق جو مطالبہ کیا جا رہا تھا میں اس میں کیوں شریک نہیں ہوا اور کیوں "ورتمان" کے مقدمہ کے پہلے قانون کے مطابق چلانے پر کیوں زور دیتا رہا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے نزدیک اس مقدمہ کا پہلے قانون کے مطابق ہونا ضروری تھا۔ اور اس سے قانون کی تبدیلی کا مطالبہ کرنا قومی مصلحت کے خلاف تھا۔ کیونکہ اس میں کیا شک ہے کہ اگر مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے ہم قانون کی تبدیلی کا مطالبہ کرتے اور کوئی قانون پاس ہو جاتا تو اس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ [illegible]

ورتمان کے مقدمہ کا فیصلہ اس قانون کے ماتحت کر دیتے اور دفعہ ۱۵۳ الف کے متعلق بحث کرنیکی ضرورت نہ رہتی اور یہ تسلیم کیا جاتا کہ کنور دلیپ سنگھ صاحب کا فیصلہ بالکل صحیح تھا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ وہ فیصلہ غلط ہے اور اس فیصلہ کے قائم رہنے میں مسلمانوں کی سخت ہتک تھی۔ پس اس وقت میں اس مطالبہ کو ناجائز سمجھتا تھا۔ اور میرا یہ خیال تھا۔ اور صحیح خیال تھا کہ موجودہ قانون کی تشریح پہلے ہو جانی چاہیئے اور یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ کنور صاحب کا فیصلہ درست نہ تھا۔ اس کے بعد ہمیں قانون کے نقص کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قانون میں نقص یہ نہیں کہ دفعہ ۱۵۳ الف راجپال اور ورتمان کے ایڈیٹر کو سزا دینے کے لئے کافی نہیں۔ جیسا کہ کنور صاحب کا خیال تھا۔ بلکہ اس میں اور نقص ہیں۔ پس اب جبکہ قانون کی تشریح ہو گئی ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قانون بانیٔ مذہب اور مذہب پر حملہ کرنے والوں کو دو علیحدہ جرموں کا مرتکب نہیں قرار دیتا۔ تو اب ضروری ہے کہ قانون کی اصلاح کی جائے اور ان دوسرے نقصوں کو دُور کیا جائے۔ جنکی وجہ سے یہ قانون اس غرض کو پورا نہیں کر سکتا جس کے لئے اسے بنایا گیا ہے۔

قانون کے نامکمل ہونیکی دیرینہ شکایت

ہم اس قانون کے نقص کے دیر سے شاکی ہیں۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ مذہبی فتن کو دُور کرنے کے لئے اسے ایک زیادہ مکمل قانون بنانا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ لارڈ الجن نے جو اسوقت ویسرائے تھے۔ اس تجویز کی طرف مناسب توجہ نہ کی۔ اس کے بعد سب سے اول ۱۹۱۴ء میں مَیں نے سر اڈوائر کو اس امر کیطرف توجہ دلائی۔ کہ گورنمنٹ کا قانون مذہبی فتن کے دُور کرنے کے لئے کافی نہیں اور جب تک اس کو مکمل نہ کیا جائے گا ملک میں امن قائم نہ ہو گا۔ انہوں نے مجھے اس بارہ میں مشورہ کرنے کے لئے بلایا۔ لیکن جس تاریخ کو ملاقات کا وقت تھا۔ اس سے دو دن پہلے اُستاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ فوت ہو گئے۔ اور دوسرے دن مجھے امام جماعت منتخب کیا گیا۔ چونکہ وہ جماعت کے لئے ایک سخت فتنہ کا وقت تھا۔ میں سر اڈوائر سے مل نہ سکا۔ اور بات یونہی رہ گئی۔

اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں مَیں میکلگن سابق گورنر پنجاب سے ملا۔ اور انہیں اس قانون کے نقصوں کی طرف توجہ دلائی۔ مگر باوجود اس کے کہ مَیں نے انہیں کہا تھا۔ کہ آپ گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلائیں۔ انہوں نے یہ معذرت کر دی۔ کہ اس امر کا تعلق گورنمنٹ آف انڈیا سے ہے۔ اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد مَیں نے پچھلے سال ہز ایکسلنسی گورنر جنرل کو ایک طویل خط میں ہندوستان میں قیام امن کے متعلق تجاویز بتاتے ہوئے اس قانون کی طرف بھی توجہ دلائی۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے محض شکریہ یک ہی جواب کو محدود رکھا۔ اور باوجود وعدہ کے کہ وہ ان تجاویز پر غور کریں گے۔ غور نہیں کیا۔ میرے اس خط کا انگریزی ترجمہ چھ ہزار کے قریب شائع کیا گیا ہے۔ اور تمام حکام اعلیٰ سیاسی لیڈروں۔ اخباروں۔ پارلیمنٹ کے ممبروں اور دوسرے سربرآوردہ لوگوں کو جا چکا ہے۔ اور کلکتہ کے مشہور اخبار بنگالی نے جو ایک متعصب اخبار ہے۔ لکھا ہے کہ اس میں پیش کردہ بعض تجاویز پر ہندو مسلم سمجھوتے کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے سر مائیکل اوڈوائر ٹائمز آف لنڈن کے مسٹر براؤن نے ان تجاویز کو نہایت ہی ضروری تجاویز قرار دیا۔ اور بہت سے ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے سربرآوردوں نے انکی اہمیت کو تسلیم کیا۔ لیکن افسوس کہ ان حکام نے جن کے ساتھ ان تجاویز کا تعلق تھا۔ ان کی طرف پوری توجہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ وہ ہوا جو نظر آ رہا ہے ملک کا امن برباد ہو گیا۔ اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اُٹھی۔

موجودہ قانون کے نقائص اور ان کے ازالہ کی صورت

یہ بتا چکنے کے بعد کہ بزرگانِ دین کی عزت کی حفاظت کے متعلق میں شروع سے کوشش کرتا چلا آیا ہوں۔ اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ موجودہ قانون میں کیا کیا نقص ہیں۔

۱۔ موجودہ قانون صرف اس شخص کو مجرم قرار دیتا ہے۔ جو بہ نیت فتنہ کوئی مضمون لکھے۔ براہ راست انبیاء کی ہتک کو جرم نہیں قرار دیتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا کہ راجپال کے مقدمہ کی طرح ہمیشہ ہی عدالتوں میں یہ بحث رہے گی۔ کہ کسی شخص نے فساد ڈلوانے کی نیت سے کتاب لکھی تھی یا نہیں۔ یا اس سے فساد کا احتمال ہو سکتا تھا یا نہیں یا دو قوموں میں فساد پڑ سکتا تھا یا نہیں۔ اور اگر کوئی جج اس رائے کا ہو جائے کہ فساد ڈلوانے کی نیت نہ تھی۔ یا یہ خیال کرے کہ ان حملوں کی وجہ سے فساد نہیں پڑ سکتا تھا۔ یا یہ کہ دو قوموں میں فساد نہیں پڑ سکتا تھا تو پھر خواہ کیسی ہی گندی کتاب لکھی گئی ہو۔ اس کے لکھنے والے پر کوئی گرفت نہیں ہو سکے گی پس قانون میں ایک ایسی دفعہ زیادہ ہونی چاہیئے۔ جس کے رو سے ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی۔ یا کسی مذہب کے بانی کی۔ یا نبی کی ہتک کرے۔ یا اُس پر تمسخر اُڑائے۔ خواہ فساد کا احتمال ہو یا نہ ہو اسے سزا دی جا سکے۔ کیونکہ اگر فساد کے احتمال پر فساد کی بنیاد رکھی گئی۔ تو قومیں اپنے بانیوں اور بزرگوں کی ہتک کرنیوالوں کو سزا دلوانے کے لئے فساد کے آثار پیدا کرنے پر مجبور ہونگی اور اور یہ ناقص قانون بجائے امن پیدا کرنے کے فساد پیدا کرنے کا موجب ہوتا رہے گا۔ اور اس کا نتیجہ یہ بھی ہو گا۔ کہ جو قومیں اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق فساد سے احتراز کرینگی۔ ان کے بزرگوں کی ہتک سے روکنے کے لئے کوئی قانون ہی نہ ہو گا۔ اور یہ سخت ظلم کی بات ہو گی۔

۲۔ دوسرا نقص اس قانون میں یہ ہے کہ اس قانون کے ماتحت صرف گورنمنٹ ہی مقدمہ چلا سکتی ہے اور اس وجہ سے کئی ایسی کتب یا رسالے جن میں گندے سے گندے حملے بزرگانِ دین پر کئے جاتے ہیں۔ ان پر کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اور اسکے نتیجہ سے فساد بڑھتا ہے۔ اگر ایسا رسالہ ہندوؤں نے لکھا ہوتا ہے۔ اور گورنمنٹ اس پر مقدمہ نہیں چلاتی۔ تو مسلمانوں کا غصہ بڑھتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی طرف سے ایسا رسالہ شائع ہوتا ہے اور اس پر نوٹس نہیں لیا جاتا۔ تو ہندوؤں کا غصہ بڑھتا ہے اور اس وجہ سے فساد کے مٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ پس ضروری ہے کہ اس قانون کی اصلاح اس طرح کی جائے۔ کہ علاوہ گورنمنٹ کے اس بزرگ کے پیرو بھی جس کی ہتک کی گئی ہو۔ ہتک کرنیوالے پر نالش کر سکیں۔ اور اسے سزا دلوا سکیں۔ راجپال کے مقدمہ میں گورنمنٹ کے خلاف مسلمانوں کے جوش کی بڑی وجہ یہی تھی کہ پریوی کونسل میں کیوں اپیل نہیں کی جاتی۔ اگر خود مقدمہ چلانے کی اجازت ہوتی۔ تو مسلمان خود اس کام کو کر سکتے تھے۔ اور گورنمنٹ کے خلاف کوئی جوش نہ پیدا ہوتا۔ پس قانون کی یہ اصلاح ضروری ہے کہ بزرگانِ دین کے پیروؤں کو بھی ان کی ہتک کرنیوالوں پر نالش کرنیکی اجازت ملے تاکہ اگر گورنمنٹ کسی پر مقدمہ چلانا مناسب نہ سمجھے تو بجائے ایجی ٹیشن کے لوگ خود مقدمہ چلا کر شریر کو اس کے کردار کی سزا دلا سکیں۔ جب تک یہ اصلاح نہ ہو گی۔ گورنمنٹ پر رعایا کے مختلف حصے خواہ مخواہ ناراض رہیں گے۔ اور اسے کبھی امن نہیں حاصل ہو گا۔ بیشک اس تبدیلی قانون میں بعض نقائص بھی ہیں لیکن ان کا علاج ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے اپنے خط بنام ویسرائے میں ثابت کیا ہے۔

۳۔ تیسری اصلاح جس کی اس قانون میں ضرورت ہے یہ ہے کہ جوابی کتاب لکھنے والے پر اس وقت تک مقدمہ نہ چلایا جائے۔ جب تک کہ اصل کتاب والے پر۔ بشرطیکہ اس نے گندہ دہنی سے کام لیا ہو۔ مقدمہ نہ چلایا جائے۔ اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ ایک شخص پر گورنمنٹ مقدمہ چلا دیتی ہے حالانکہ اس نے ایک نہایت گندی کتاب کا جواب لکھا ہوتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتی ہے جس نے حملہ میں ابتدا کی ہوتی ہے۔ مگر شرط یہ ہونی چاہیئے کہ دوسری کتاب پہلی کتاب کا حقیقی جواب ہو نہ کہ نئی مستقل کتاب۔

۴۔ چوتھا نقص اس قانون میں یہ ہے کہ یہ قانون صوبہ وار ہے۔ ایک صوبہ کا اثر دوسرے پر نہیں پڑتا۔ مثلاً ورتمان

جسے گورنمنٹ نے ضبط کیا ہے اس کی ضبطی صرف پنجاب سرحد اور یوپی میں ہوئی ہے۔ اگر ہندو اسے بنگال۔ بمبئی۔ مدراس بہار وغیرہ میں شائع کرتے رہیں تو اس میں ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔ حالانکہ سارا ہندوستان ایک ہے۔ ایک جگہ کی کتاب کا بد اثر سارے ملک پر پڑتا ہے۔ پس قانون یہ ہونا چاہیئے کہ جب ایک گندی کتاب کو ایک صوبہ کی گورنمنٹ ضبط کرے تو سب صوبوں کی حکومتیں قانوناً مجبور ہوں کہ وہ اپنے صوبوں میں بھی اس کتاب کا چھپنا یا شائع ہونا بند کردیں یا اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ اس قانون پر عملدرآمد گورنمنٹ آف انڈیا کے اختیار میں ہو جو کسی صوبہ کی گورنمنٹ کے توجہ دلانے پر ایک عام حکم جاری کردے جس کا سب صوبوں پر اثر ہو۔ ورنہ موجودہ قانون کے رو سے اس قسم کی نفرت انگیز کتابیں یکے بعد دیگرے مختلف صوبوں میں چھپ کر شائع ہو سکتی ہیں۔ اور جب تک کہ سب صوبوں میں ان کا چھپنا بند ہو۔ اس وقت تک ملک میں خون کا دریا بہ سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی ملک کے قانون کے لحاظ سے راجپال کی کتاب بنگال۔ بمبئی۔ مدراس۔ اور برہما میں چھاپ کر شائع کی جا سکتی ہے اور یہ بات قانون کے خطرناک نقص پر دلالت کرتی ہے۔

مشترکہ جلسوں کی ضرورت

غرض موجودہ قانون میں یہ نقص ہیں۔ جن کا ازالہ ضروری ہے۔ اور جب تک ان کا ازالہ نہ ہوگا۔ نہ بزرگان دین کی عزتوں کی حفاظت ہو سکے گی اور نہ ملک میں امن قائم ہوگا۔ پس چاہیئے کہ ہندوستان کے تمام شہروں سے مشترکہ جلسے کرکے مندرجہ بالا نقصوں کی طرف اپنی اپنی گورنمنٹوں کی معرفت ہندوستان کی حکومت کو توجہ دلائی جائے۔ تا ایسا نہ ہو کہ ورتمان کے فیصلہ سے مطمئن ہو کر گورنمنٹ قانون میں اصلاح کا خیال چھوڑ دے یا ایسی اصلاح کرے جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والی نہ ہو ؁

میں امید کرتا ہوں کہ تمام مسلمان اوّل الذکر کام کیطرف تو خود فوری توجہ کرینگے۔ اور دوسری بات کی نسبت اپنی اپنی گورنمنٹوں کی معرفت گورنمنٹ آف انڈیا کو توجہ دلائیں گے اور اپنے منشاء سے اسے آگاہ کریں گے۔ اور چونکہ یہ کام امن کے قیام کے لئے ہے اور خود گورنمنٹ کو بدنامی سے بچانا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اہل ملک کی خواہش کے مطابق قانون کی تبدیلی سے انکار نہیں ہوگا ؁

مشترکہ کمیٹیاں

ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دوسرا کام گو عارضی ہے۔ لیکن پہلا کام ایک مستقل کام ہے۔ اور اس وقت تک پورا نہ ہوگا جب تک کہ تمام مسلمان کہلانے والے لوگوں کی مشترکہ کمیٹیاں ہر قصبہ اور ہر شہر میں قائم نہ ہو جائینگی ؁

پس اے بھائیو! اٹھو اور اس قسم کی کمیٹیاں جلد سے جلد قائم کرو۔ ہمت اور استقلال سے خدا کے دین کی اشاعت اور قوم کی ترقی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تب خدا خود آسمان سے تمہاری مدد کے لئے آئے گا۔ اور اس کا نور تمہارے آگے آگے چلے گا۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

۱۰ — ۸ — ۲۷

ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلاف

احمدی مبلغ مقیم لنڈن کا مضمون ولائیت کے ایک اخبار میں

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب ایم اے احمدی مبلغ لنڈن کا ایک مضمون ولایت کے اخبار "نیر ایسٹ اینڈ انڈیا" ۱۴ر جولائی میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

جناب من! میں آپ کے اس مضمون کے ساتھ جو آپنے مندرجہ بالا عنوان سے اپنی ۷ر جولائی کی اشاعت میں شائع کیا ہے بالکل متفق ہوں کہ "کئی وجوہات سے ہندوستان سلطنت انگلشیہ سے تعلق رکھنے کا محتاج ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی اتنی اہم نہیں جتنی کہ اندرونی بدانتظامی اور بیرونی حملوں سے لوگوں کی حفاظت" اور یہ بھی ایک امر واقع ہے کہ "ہندو مسلم اختلافات روز بروز ترقی پر ہیں"۔

لیکن کیا میں اس بات کے کہنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیشہ سے فرقہ وارانہ اختلاف چلے آتے ہیں اور یقیناً مشرق اتنا مذہبی ہے کہ مغرب اسے مشکل سے سمجھ سکتا ہے۔ اگرچہ بسا اوقات جماعتیں سیاسی یا شوشل اختلافات کی بناء پر بھی آپس میں ٹکرا جاتی ہیں۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ مذہبی اختلافات ہی موجودہ بے چینیوں کی اصل جڑھ ہیں۔ مثلاً سکھ کرپان پہننا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان بجا طور پر اس سے برا مناتے ہیں۔ کیونکہ گزشتہ فسادات لاہور کی تمام وجہ کرپانوں سے مسلح سکھ تھے۔ اور جس بے چینی اور بے اطمینانی کی اب اطلاعیں مل رہی ہیں۔ اس کا منبع بھی مذہب ہی ہے ؁

ایک ہندو نے ایک کتاب "رنگیلا رسول" منجملہ اسی قسم کی اور کتابوں کے شائع کی ہے۔ جو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بدزبانی پر مشتمل تھی جس کے متعلق ہائی کورٹ نے تسلیم کیا ہے کہ وہ تحقیر آمیز اور کینہ توز ہے۔ اس کتاب کے ساتھ وہی سلوک کیا جانا چاہیئے تھا جو ان مضامین کے ساتھ ہوتا ہے جن سے مختلف جماعتوں میں باہمی منافرت اور عداوت پھیلتی ہے جیسا کہ الہ آباد ہائی کورٹ نے اسی قسم کی ایک کتاب کے متعلق سرزنش کی۔ مگر جب یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ میں پیش ہوا۔ تو آنریبل جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ کتاب بانی اسلام کی ہجو میں لکھی گئی ہے فیصلہ کیا۔ کہ تعزیرات ہند میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں جسکی بناء پر ایسی تحریروں کے لکھنے والوں کو سزا دی جا سکے۔ گورنر پنجاب نے جو اس فیصلے سے بہت کچھ تعلق رکھتے تھے۔ اس بارے میں فرمایا "ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کے مذہبی مباحثے جاری رہے تو عوام کو ایک نہ ختم ہونیوالی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا"۔ چونکہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بے عزتی گوارا نہیں کر سکتے۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ "مسلم آوٹ لک" نے جو صرف ایک ہی صوبہ بھر میں مسلمانوں کا انگریزی اخبار ہے۔ ایک لیڈنگ آرٹیکل اس فیصلہ کے خلاف لکھا۔ اس کا غصہ بالکل مناسب تھا۔ اور تمام مسلمانوں نے اس کی تائید کی۔ لیکن ایڈیٹر نے اپنے جذبات ذرا سخت الفاظ میں پیش کئے۔ جو قابل گرفت سمجھے گئے۔ اور بیچارہ یہ مسلمان کورٹ کا شکار ہو گیا۔ جس سے ایک نہ ختم ہونیوالی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ گورنر پنجاب نے پہلے ہی سے بتلا دیا تھا ؁

بہرحال میرا مقصد ان چند سطور میں یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہندوستان میں برٹش کی موجودگی قانون کو قائم رکھنے اور انتظام کرنے کی ذمہ دار ہے۔ مگر یہ نہایت ہی قابل افسوس بات ہے کہ بعض گزشتہ دنوں کے لیڈر مثلاً مسٹر گاندھی لکھتے ہیں:۔

"یہ ایک کمزوری کی علامت ہے نہ کہ سوراج کے قابل ہونیکی کہ غیر ملکی طاقت سے تلوار کے ذریعہ اپنے درمیان صلح طلب کی جائے۔" مگر تازہ واقعات نے بہت سے انگریزوں کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں پر ظاہر کر دیا ہے کہ یہ وقت تمام ملک میں امن قائم کرنے کے لئے انگریزوں سے مل کر کام کرنے کا ہے ؁

محضر نامہ کی تکمیل میں

قطعاً سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہایت تندہی اور سرگرمی سے اس کام کو مکمل کرنا چاہیئے۔

واقعات حاضرہ بین الاقوام ہند

اور

احمدی طلباء کا فرض

حسب ذیل تقریر جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلیٰ نے اساتذہ و طلبار تعلیم الاسلام ہائی سکول کے مجمع میں ۱۱ر کو اگست ۲۷ء فرمائی :-

کلمۂ شہادت کے آیات ذیل کی تلاوت کی :- اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ۔ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ :- اور فرمایا

انسان کی غایت آفرینش

مکرم احباب اور میرے دلبند عزیزو - آج آپ کے اساتذہ کی دعوت پر اُن کے حکم کی تعمیل کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ واقعات حاضرہ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کر کے آپ کو یہ بتاؤں کہ آپ جو دو تین روز بعد ایام تعطیلات میں ہم سے جدا ہو کر اپنے وطنوں کو یا دوسری جگہوں کو جانے والے ہیں - وہاں آپ کو جا کر کس طرح انسانیت اور سلسلہ کی خدمت کرنا ہے۔ پس اس مضمون کے لئے مجھے سب سے پہلے آپ کی توجہ اس فرض اعلیٰ کی طرف مبذول کرنا ہے۔ جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ جیسا کہ آپ سب کو علم ہے اللہ تعالیٰ نے انسانی آفرینش کی غرض "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" فرما کر ظاہر کر دی ہے۔ آخری مقصد جس کے لئے انسان اپنے دور حیات میں کوشاں رہنا چاہیئے وہ وصال الہیٰ ہے۔ جس کے لئے تمام اقسام عبادت کے اختیار کئے جاتے ہیں۔ عبادت الہیٰ کیا چیز ہے۔ کامل فرمانبرداری قوانین الہیٰ کا نام ہے۔ اس میں قوانین قدرت اور شریعت محمدی کی کامل اطاعت داخل ہے۔ قرآن شریف میں جو قانون انسان کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ ایسا مکمل ہے کہ انسانی دماغ ہنوز اُس کی انتہائی تکمیل دریافت نہیں کر سکا جیقدر اس کتاب الہیٰ کی پیروی کی جاتی ہے۔ انسان اُسی قدر ترقی کرتا جاتا ہے عجیب علوم کے سرچشمے اس سے پیدا ہوتے ہیں - اور اس کی تعلیم نے انسان کو علم کے حصول کے لئے نہایت حریص بنایا ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایات حصول علم کے لئے آپ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ مسلمانان عالم جب تک علم کے حصول میں کوشاں رہے۔ ان کے کارنامے دنیا کو حیرت میں ڈالتے رہے۔ اب جو قومیں حصول علم کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ اُن کی ترقی ظاہر ہے۔

بیان پر قدرت

میں نے جو آیات قرآنی اس وقت تلاوت کی ہیں۔ ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پہلی بات جو ظاہر فرمائی ہے۔ وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تقاضا یہی تھا - کہ اُس کے جسم کی تکمیل کے بعد اُس کے روحانی ارتقائی تکمیل کرے۔ اس لئے اس نے انسان کو قرآن سکھایا جس کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان وہ آداب حاصل کرے۔ جن سے اسے اپنے بیان پر قدرت حاصل ہو۔ رحمانیت کا یہ تقاضا پورا ہو جانے پر پھر انسان کی خلقت کا ذکر فرما کر "عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" فرمایا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ تعلیم قرآنی کے بعد ایک نئی خلقت انسانی وجود کو حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ خلقت اخلاقی دور کا آغاز ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں روحانیت کے لئے پہلی منزل ہے۔ اخلاق فاضلہ کے بغیر انسان روحانیت کے اعلیٰ مدارج تک نہیں پہنچ سکتا۔ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اسے دوسری مخلوق کے ساتھ مل کر دور حیات پورا کرنا پڑتا ہے۔ تمدن کے آداب ملحوظ رکھنا ازبس ضروری ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی ہدایت ان آیات میں بیان کے متعلق دی ہے۔ تعلیم بیان کا ذکر اس لئے فرمایا ہے۔ کہ تمدن میں دوسرے انسانوں سے سابقہ پہلے بیان ہی کے ذریعہ سے پڑتا ہے۔ اگر انسان اپنے بیان پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اسے شائستہ اور شیرین بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ تو وہ یقیناً کامران انسان ہے۔ دیکھو پہلی مشق بیان کی انسان کو اپنے گھر میں کرنا ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اہل و عیال میں شیرین سخن ہے۔ تو وہ گھر میں بہت ہی محبوب ہوتا ہے۔ اور اس کے اہل و عیال بھی اسی طرح خوش بیانی کا سبق اس سے سیکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر گھر سے باہر اپنے محلہ میں وہ اپنی شیریں کلامی سے محبوب بن سکتا ہے۔ اسی طرح اپنے شہر میں۔ اپنے ملک میں۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ تمام عالم میں وہ اپنی خوش بیانی اور نیک کلامی سے محبوب زمانہ بن سکتا ہے۔ شیرین کلامی انسان کے دشمنوں کو بھی اس کا دوست بنا دیتی ہے۔ "عَلَّمَهُ الْبَيَانَ" میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی تمام خوبیاں ظاہر فرما دی ہیں۔ محض فصاحت و بلاغت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام اوصاف جو اعلیٰ بیان کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں مرکوز ہیں۔ کلام کا اعلیٰ پند و نصائح پر مشتمل ہونا۔ اعلیٰ صداقتوں پر مشتمل ہونا۔ بر محل اور با موقعہ ہونا۔ جامع اور مکمل ہونا اور مخاطب کے لئے جس قدر دلکشی کی ضرورت ہو۔ وہ سب اس میں موجود ہونا وغیرہ وغیرہ اس تعلیم میں داخل ہے۔ اس بیان کی تعلیم کا کامل نمونہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج سے زیادہ روشن نظر آتا ہے۔ اور ہمیں بھی یہ فخر حاصل ہے۔ کہ ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز اتم مظہر کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ نمونہ بیان اور اخلاق فاضلہ کا اعلیٰ مجسمہ آپ کے اخلاق و عادات میں دیکھا ہے۔ پس ان دو پاک و مطہر وجودوں کے ذریعہ سے دنیا کو دکھا دیا گیا ہے۔ کہ قرآنی تعلیم کی اعلیٰ و اکمل پیروی سے انسان اپنی غایت آفرینش کو کس طرح بخوبی حاصل کر سکتا ہے۔

شمس و قمر کا ذکر

بیان کے ذکر کے بعد شمس و قمر کے دور کا ذکر ہے جس سے یہ اشارہ ہے۔ کہ قانون الہیٰ کی کامل پیروی سے اور اس پر استقامت سے کس طرح اعلیٰ درجے کے فوائد اور نتائج ترقی مترتب ہوتے ہیں۔ جس طرح نظام عالم میں شمس و قمر اعلیٰ و ارفع ارکان باعتبار اپنے منافع کے ہیں۔ اسی طرح روحانی نظام میں محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کا قمر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں پس اسی طرح قرآنی تعلیم کی کامل پیروی اور استقامت ویسا ہی اعلیٰ انسان بنا سکتی ہے۔ جیسے اوپر دو نمونے بیان کئے گئے ہیں۔ پھر شمس و قمر کے وجود سے پیدا شدہ اشیاء کا ذکر کیا ہے۔

نباتاتی دنیا کا ذکر

اور نجم و شجر کی کامل اطاعت قانون ایزدی بتائی ہے۔ نجم سے مراد بیلدار بوٹے اور شجر سے مراد ہر قسم کے پھل دار اور دوسری قسم کے درخت ہیں۔ جن سے لکڑی انسانی ضروریات کے لئے حاصل ہوتی ہے۔ آپ غور کر سکتے ہیں کہ نباتاتی دنیا سے کیا کیا فوائد دنیا کو حاصل ہو رہے ہیں۔ اور آجکل مکانات کی آرائش اور باغات کی زیبائش کے لئے بیلدار درختوں سے کیا کیا فوائد حاصل کئے جا رہے ہیں۔ پس اسی طرح انسان اپنے اخلاق فاضلہ سے جن کا نمونہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں موجود ہے۔ اپنی زندگی کو باغ و بہار کی طرح آراستہ کر سکتا ہے۔ تاکہ تمدن عالم میں اُس کی زندگی ویسی ہی مفید ہو۔ جیسے نجم و شجر کی ہوتی ہے۔

میزان عمل

اس کے بعد آسمانی رفعت کا ذکر فرما کر ایک میزان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صرف ترازو ہی مراد نہیں ہے۔ بلکہ ہر چیز کے صحیح اندازے لگانا اور ہر چیز کو اُس کی اصلی حالت پر رکھنا۔ اور افراط و تفریط

سے بچانا مراد ہے۔ اگر انسان اپنے اعمال و اقوال کا لحاظ رکھے۔ اور میزان عمل کو دیکھتا رہے۔ تو وہ خود اپنی اصلاح پر قادر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کے اعمال و اقوال کو اس میزان پر تولتا ہے۔ تو کبھی اپنے حقوق بھی ضائع نہیں کر سکتا۔ اور دوسروں کے حقوق بھی غصب نہیں کر سکتا۔

ہندو مسلمانوں کی کش مکش کی وجہ

یہی وہ دو باتیں ہیں۔ جنہوں نے آجکل ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد پھیلا رکھا ہے۔ مسلمان اپنی غفلتوں سے اپنے حقوق سیاسی و شہریت کھوتے رہے ہیں۔ اور ہندو یہ حقوق اپنی ہوشیاری سے حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور وہ حکومت و تجارت دونوں پر پورے طور سے قابض ہیں۔ اب چونکہ مسلمانوں کی نکبت اور شرارت اعمال حد کو پہنچ گئی ہے۔ اور ہندوؤں نے ان کی کمزوری کو اچھی طرح سے جان لیا ہے۔ اس لئے ان پر علانیہ جبر و ظلم شروع کر دیا ہے۔ تاکہ برطانیہ کی سلطنت کے مقابلہ کرنے کے لئے اس کانٹے کو جسے مسلمانان ہند کہا جاتا ہے۔ راستہ سے نکالکر پھینکدیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو ساتھ ملاکر انگریز اپنی سلطنت کو مضبوط رکھنے میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔ اور ہندوؤں نے اس گر کو سمجھ لیا ہے۔ اس لئے اب بجائے انگریزوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے وہ مسلمانوں کو ہر جگہ ہر طرح اور ہر وقت کمزور کر رہے ہیں۔ انہیں حکومت میں جگہ حاصل نہیں کرنے دیتے۔ اور چونکہ تمام دفاتر پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ اور عرصہ دراز سے محکومیت کے باعث ان کے اندر اپنی حفاظت کا مادہ ترقی کر گیا ہے۔ اور وہ میدہ کی طرح دور زمانہ سے پسکر لیسدار ہو گئے ہیں۔ اور آپس کا اتحاد ان میں مضبوط ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے تمام صد ہا فرقوں کے ہوتے ہوئے متحد ہیں۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ سکھوں کو انہوں نے پہلے مسلمانوں سے یا مسلمانوں کی سلطنت کی آڑ میں کچلوایا اور اب سکھوں کو بہکا کر ان سے مسلمانوں کو کچلوانے میں مدد لے رہے ہیں۔ اسی طرح حکومت کے خلاف مسلمانوں کو جوش دلا کر کھڑا کرتے ہیں۔ اور اگر مسلمان اس مقابلہ سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ تو خود مسلمانوں پر جبر و تشدد کر کے انہیں مشتعل کرتے ہیں۔ اور پھر فوراً حکومت سے مل جاتے ہیں۔ اور دن رات حکومت کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے میں معروف رہتے ہیں۔

ہندوؤں کی مسلمانوں کے خلاف کوششیں

چنانچہ لاہور کے فسادات کے سلسلہ میں یہ تمام حالات نہایت صفائی کے ساتھ نظر آتے رہے ہیں۔ پرتاپ۔ ملاپ۔ بندے ماترم۔ ہندو ہیرالڈ۔ ٹریبون۔ تیج دہلی۔ ٹائمز و دیگر ہندو اخبارات کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہے کہ وہ ہر قسم کے الزامات مسلمانوں پر لگا کر انہیں ابھارتے رہے۔ جب مسلم اخبارات نے جواب دینا شروع کیا فوراً گورنمنٹ کو لپٹ گئے۔ اور اخبارات میں طرح طرح سے گورنمنٹ کے خلاف شور مچایا۔ کہ مسلمان گورنمنٹ ہے کیوں ان شریروں اور بدمعاشوں کو نہیں پکڑتی۔ زبانی حکام سے جا جا کر شکائتیں کیں۔ ملازم پیشہ ہندوؤں نے اپنا پارٹ اس ڈرامہ میں ادا کیا۔ قانون پیشہ نے اپنا اور رؤسا نے اپنا۔ غرضیکہ عام غنڈوں سے لیکر اعلیٰ ہندوؤں تک یک زبان ہو کر علانیہ خفیہ مسلمانوں کے خلاف گورنمنٹ کے دل میں زہر بھرتے رہے۔ اور جب گورنمنٹ کی طرف سے مسلمان اخبارات کو سرزنش ہوئی۔ تو پھر لکھنا شروع کر دیا کہ "اب کیوں چپ ہو گئے"۔ "اب کیوں سو جمیں نیچی کر لیں"۔ "اب وہ تیزی کہاں گئی"۔ "اب ہوش و حواس درست ہو گئے" وغیرہ وغیرہ۔ ان ہتھکنڈوں سے باوجود خبردار ہونے کے انگریز جو طبعاً ایجی ٹیشن سے ڈرتے ہیں۔ ان کی آوازوں سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے خلاف طرز عمل اختیار کرتے رہے۔

مسلمان اور ان کے لیڈر

مسلمان اعلیٰ تعلیم یافتہ عوام سے بیزار ہیں اور عوام ان خواص سے بیزار۔ سو وجہ یہ ہے۔ کہ عوام میں اس قدر عقل نہیں کہ وہ اپنے اچھے برے کو بعض نازک معاملات میں صحیح طور پر پہچان سکیں اور دوست دشمن میں فرق کر سکیں۔ جب عوام کے جذبات ابھر جاتے ہیں۔ تو وہ پھر ظاہری ہمدردی کی باتوں پر زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ اور مآل کے خطرناک نقصانات کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ اسلئے پرجوش فریب دہ تقریروں کی چوٹ پٹے فقروں سے بہک جاتے ہیں۔ اور مقرر کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جو حقیقتاً انہیں وقتی طور پر خوش کرتا ہے۔ لیکن کسی مفید کار آمد راستہ پر نہیں لیجاتا۔ انکی حالت کا خاکہ مرزا اسد اللہ خان غالب نے اس شعر میں خوب کھینچا ہے۔

"چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ ☆ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں"

پس عوام الناس حقیقی بہی خواہوں کے مفید نصائح کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور خود غرض لیڈروں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جب انکی اصلیت کھلتی ہے۔ تو پھر انہیں لیڈروں کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کا کوئی ایسا لیڈر نہیں ہے جو گذشتہ ۱۹ء میں نہایت برگزیدہ انسان اور سراپا رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہو۔ اور اب بھی اس کی وہی عزت ہو۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا محمد علی۔ ڈاکٹر انصاری۔ حکیم اجمل خان۔ مولوی سلیمان ندوی۔ مولوی ظفر علی خان۔ مولوی عبد الماجد بدایونی۔ مولوی فاخر صاحب الہ آبادی۔ مولوی کفایت اللہ صاحب صدر مجلس جمعیۃ العلماء ہند۔ غرضیکہ یہ تمام مقتدر ہستیاں ایک وقت میں قابل سجدہ خیال کی جاتی تھیں۔ مگر دوسرے وقت انکے خلاف بڑے بڑے مضامین اخبارات میں نکلے پس دنیا نے (اسلامی غیر اسلامی دونوں نے) بخوبی جان لیا۔ کہ مسلمانانِ ہند کا کوئی راہبر نہیں ہے۔ اسی لئے کسی لیڈر کی وقعت گورنمنٹ یا ہندوؤں کی نظروں میں نہیں رہی ہے۔ خواص تعلیم یافتہ عوام سے بیدل اور عوام ہر ضرورت کے وقت انکے درپے ہو کر متمنی ہوتے ہیں کہ وہ انکی راہبری کریں اور کریں بھی انہیں کے عام خیالات کی رو کے مطابق۔ پس نہ وہ انکے اور نہ یہ انکے ہمخیال ہوتے ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے سے شکایت ہوتی ہے۔ اور گورنمنٹ کو یہ بہانا ملجاتا ہے۔ کہ عام رو کا ساتھ سمجھدار مسلمان نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ عام رو کا ساتھ تمام مسلمان اس وقت دے رہے تھے۔ جبکہ لاہور میں فساد ہوئے یا دوسری جگہ ہوئے اور راجپال کے مقدمہ کے خلاف تمام چھوٹے بڑے مسلمان متحد تھے لیکن گورنمنٹ کے حکام سے جب سنا یہی سنا کہ عام رو کے ساتھ سمجھدار طبقہ مسلمانوں کا نہیں ہے۔ یہ سب اسی پروپیگنڈا کا اثر ہے جو ہندو مسلمانوں کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو سمجھاؤ

پس اس وقت اے عزیزو تم جو کہ طالب علم ہو اور قوم کی دیرینہ کی ہڈی ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ جہاں جہاں ہو اور جہاں جہاں جانا پڑے اس کا لحاظ رکھنا کہ مسلمانوں کی یہ ذلیل حالت یہ ادبار انہیں سمجھا کر بتاؤ۔ اور کہو کہ وہ اپنی دوکانات کھولیں اور اپنی تجارت کو مضبوط کریں۔ اپنی دوکانوں سے خریداری کو ترجیح دیں اور کم سے کم کھانے پینے کی اشیاء ہرگز کسی غیر سے نہ لیں۔ بلکہ پہننے کی چیزیں بھی غیر کی محتاجی سے باہر کریں۔ جو قوم تم کو ناپاک حیوانوں سے زیادہ نجس سمجھتی ہے۔

تمہاری غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ تم اس کی چھوئی ہوئی چیز سے اس وقت تک پرہیز کرو جب تک وہ اس حالت کو ترک نہ کرے۔ کہ بنی نوع انسان کو اس قدر نجس سمجھے اور ان سے چھوت کا مسئلہ روا رکھے۔ ہندوؤں کی ذہنیت اس درجہ بگڑی ہوئی ہے کہ باوجود تعلیم کے اور دعویٰ تہذیب کے وہ مسلمانوں عیسائیوں اور پارسیوں کو نجس سمجھتے ہیں۔ مگر یہ کچھ اور یہ فیصلہ صرف ہندوستان ہی میں ہے جہاز پر سوار ہوتے ہی گائے کا گوشت بھی وجہ اشتعال نہیں رہتا۔ اور سب کے ساتھ ملکر جہازیوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھایا جاتا ہے۔ سیتے اپنی آنکھ نے سوا انگلستان (میں جہاز پر اور خود انگلستان میں یہ رواداری جو بنی نوع انسان میں لازمی ہے دیکھی۔ مگر اس کا لزوم ہندوستان پہنچتے ہی ہندوؤں کے طبقے سے نکل جاتا ہے۔

اتحاد کا خواب

اگر یہ چھوت چھات نکل جائے تو ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد ممکن ہے۔ ورنہ اتحاد صرف ایک خواب ہے۔ جو پورا ہونے والا نظر نہیں آتا۔ رواداری اتحاد کی جڑ ہے تمام مذاہب حقہ نے یہ تعلیم دی ہے۔ جو فہیم و دانا ہندو ہیں وہ اسے سمجھتے ہیں اور انہوں نے چھوت کی رسم قبیح ترک کر دی ہے۔ مگر وہ گنتی ہی کے لوگ ہیں۔ سینکڑوں میں ایک کے بھی ہندوؤں کا یہ قائم رہنا سمجھا جاتا ہے کہ وہ دوسرے کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ پس اب یہ روک زبردست مقابلہ سے اٹھیگی۔

انگریزوں کی غیرت پر حیرت

مجھے تو یہ حیرت ہے - کہ انگریز باوجود اسقدر قومی غیرت رکھنے کے کیوں اس ذلت کو اپنے لئے گوارا کرتے ہیں - کہ ہندوؤں کی چھوئی ہوئی چیزیں کھا لیتے ہیں - جبکہ ہندو انکی چھوئی ہوئی چیز نہیں کھاتے - یہ اینگلو سکسن خون کی خصوصیت اس معاملہ میں خدا جانے کہاں غائب ہو جاتی ہے -

ہندوؤں کی مالی غلامی سے آزاد ہو جاؤ

بہرحال اے عزیزو یہ علاج جو اب کے لئے ہے - تاکہ ہمارے ملک کے بڑے حصہ پر آباد ہمسایہ قوم اس گرے ہوئے فعل کا ارتکاب چھوڑ دے - اور اخلاق کی اعلیٰ سیڑھی پر چڑھ آئے - یہ تلخ گھونٹ انہیں اس لئے پلانا ضروری ہے - کہ وہ انسان بن جائیں - اور بنی نوع انسان کو اپنے جیسا سمجھنے لگیں - اس سے تمہارا یہ فائدہ ہے - کہ تمہاری اقتصادی حالت درست ہو کر تم ہندوؤں کی مالی غلامی سے چھوٹ جاؤ گے - اور وہ حیوانیت کے فعل سے باز آ جائینگے - تمہاری اقتصادی ذلت کا علم ہندوؤں کو ہے کیونکہ تمہاری ساری جائدادیں ان کے یہاں پہنچ گئی ہیں - اور پہنچ رہی ہیں - تمہاری ضرورت کی تمام اشیاء ان کے قبضہ میں ہیں - تمہاری آواز حکومت میں کچھ نہیں - پس ایسی ذلیل قوم کو کوئی سمجھدار قوم کس طرح اپنا رقیب بنانا پسند کریگی - اور کس طرح اس مار آستین کو کچلنے سے پرہیز کریگی - مار آستین وہ اسلئے تم کو سمجھتے ہیں - کہ تم انگریزوں کا ساتھ دیکر انہیں انکی خواہشوں کے معراج تک نہیں پہنچنے دیتے - اس وجہ سے انہوں نے تم پر زندہ رہنے کا وہ آخری حربہ چلایا ہے - جس سے تم مشتعل ہو کر ضرور میدان جنگ میں آ جاؤ - جہاں تمہارے کچلنے کے سارے سامان انہوں نے مہیا کر لئے ہیں - اور تمنے گذشتہ جنگ میں حکومت کے اعتماد کو بہت متزلزل کر دیا ہے - اس علم کے ہونے پر انہوں نے فوراً جنگ عظیم کے بعد تم پر تیر برسانے شروع کر دیئے - جسقدر فسادات اس نوع کے ہوئے ہیں - جنکی پہلی منزل (ارار بہار) تھی - اور آخری منزل خدا جانے کہاں اور کیا ہو گی - لہٰذا تم سے ستم اگر اپنی حقیقی ہمسائیگی دنیا پر ثابت نہ کر سکے - تو پھر کب کرو گے -

احمدیوں کی غیرت کا تقاضا

احمدیوں کی غیرت کا تقاضا یہی ہے - کہ وہ ہر قسم کی قربانی کر کے مسلمانوں کو اس دائمی فنا کی خندق میں گرنے سے بچائیں - بیشک تم پر بدظنیاں ہونگی تم پر آوازے کسے جائینگے - کہ تم مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہو - لیکن تم صبر و سکون سے کام لینا - اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان ناسمجھوں کو خود پکار رہا ہے کہ وہ تمہارے حسن سلوک اور شرافت اور بے غرض ہمدردی کو ضرور پہچانیں گے - اور تمہاری بدولت اس قعر مذلت سے بچ جائینگے - اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں - اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ انسانوں کو فائدہ پہنچائے - اور دنیا کو ہر ذلت سے - ہر تاریکی سے نجات بخشے آمین

مکتوب دمشق

فلسطین کے خطرناک زلزلے کی تفصیلات

”نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا - اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے“:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۲ میں تحریر فرماتے ہیں -

”خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا - اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے - یہاں تک کہ وہ زلزلہ آ جائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے - تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا - کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا - یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں - کہ دنیا میں ایک نذیر آیا - پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا - لیکن خدا اسے قبول کریگا - اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا“

پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

”خدا تعالے نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی - کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی - کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا - بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے - ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں - پس میں سچ کہتا ہوں - کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں - بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت سے حصے تباہ ہو چکے ہیں - یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے - اور پھر یہ ہولناک دن ایشیا اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے - جو شخص زندہ رہے گا - دیکھ لے گا“

اس سال امریکہ میں مس سی سپی میں جو طوفان آیا - وہ اپنی نوع میں ایک نہایت عظیم الشان طوفان تھا - سینکڑوں میل تک زمین غرقاب ہو گئی تھی - اور ہزاروں جانیں تلف ہوئیں - اور لاکھوں آدمی بے خانماں ہو گئے - ایک مصری نے ان حالات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے - کہ ہم ریل میں سوار تھے - اور وہ درخت جو بہت اونچے تھے - ان کی چوٹیاں اس طرح دکھائی دیتی تھیں - جیسے پانی پر گھاس اگا ہوا ہوتا ہے -

پھر شام میں اس جنگ سے جو ثوار اور فرانسیسیوں کے درمیان ہوئی - جو تباہی آئی ہے - اور جس طرح دمشق کے اور دیگر دیہات اور اس کے بعض محلے تباہ کئے گئے - اس کے متعلق اخباروں نے لکھا ہے - کہ ایسی مصیبت شام پر تین ہزار سال میں بھی نہیں آئی تھی -

چنانچہ زراعتی نقصان جو بعض جگہوں پر ہوا ہے - اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے - کہ کس قدر مال و جانوں کا نقصان ہوا ہے - اخبار احرار ۵ر جولائی ۱۹۲۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

”فصلوں کا جو نقصان اس جنگ میں ہوا - غوطہ میں پچاس ہزار پونڈ کا - بنک میں چالیس ہزار پونڈ کا - وادی العجم میں بیس ہزار پونڈ کا - زبدانی میں پچیس ۲۵ ہزار - حرود میں چھ ہزار پونڈ کا - اسی طرح باقی شہروں مثلاً صحا و حمص وغیرہ میں - اور جو خاص شہر دمشق میں ہوا وہ کہیں اس سے بڑھ چڑھ کر ہے - اس میں بعض مکان پچاس پچاس ہزار پونڈ کی لاگت کے تھے - جو جلکر راکھ ہو گئے“

اب حال میں ہی زلزلہ سے جو تباہی ہوئی ہے - وہ بھی اپنے رنگ میں بے نظیر ہے - جس کی نظیر اس علاقہ میں سینکڑوں سال تک نہیں ملتی - چنانچہ اس حادثہ کی تفصیل جو مختلف اخبارات میں شائع ہوئی ہے - مختصراً درج ذیل ہے -

البلاغ ۱۶ر جولائی - ۱۱ر جولائی کو فلسطین کے شہروں پر ایک ایسی سخت مصیبت آئی - جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی تھی - سوموار کو تین بجے ۶ سیکنڈ پر اچانک ایک نہایت سخت زلزلہ کا دھکا لگا - جس سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر دیوانہ وار بھاگ نکلے - اس سے قدس میں محلہ مغاربہ تباہ ہو گیا - حرم شریف کے ایک مینارہ اور مینارہ طور اور جبل زیتون میں گرجہ روم کو بھی نقصان پہنچا - ایک یورپین عورت اور ایک شیخ مسلم جان بحق ہو گئے - بشپ پادری کا مکان گر گیا - ایک حصہ گرجہ قیامت کا بھی برباد ہو گیا - اور چار اشخاص مر گئے -

نابلس میں سو میں سے ۹۰ مکان تباہ ہو گئے - ۱۲۰ شخص مقتول اور ۴۰۰ مکانوں کے نیچے سے دبے ہوئے نکالے گئے - جو نہایت خطرناک حالت میں ہیں - سو کو خفیف زخم آئے -

عکا - سو میں سے چالیس مکان گر گئے - مسجد جزار المعروف مسجد بادشاہی بھی گر گئی - اور اس کا مینارہ بھی -

ناصرہ - پانچ مکان منہدم ہو گئے ہیں - چار اشخاص مقتول اور ۹ زخمی ہوئے -

اربجا - پولیس کے دفتر کی عمارت گر گئی -

لد :- ⅓ حصہ ویران ہو گیا - ۵۰۰ مقتول ۲۰۰ زخمی -

علینی کارہم - بعض عمارتیں گر گئیں - ۵ مقتول ۱۱۵ زخمی -

بلبیسان :- دار الحکومہ گر گیا -

یہ گیارہ جولائی کا زلزلہ شام کے تمام علاقہ میں بھی آیا - تقریباً دس سیکنڈ تک اس کا اثر رہا - مگر شام کے علاقہ میں اس سے جانوں کا نقصان نہیں ہوا

دوسرے زلزلہ کے متعلق البلاغ ۲۰ر جولائی میں سرکاری اعلان یہ شائع ہوا - بیت المقدس میں ۱۹۲ جانیں تلف ہوئیں - شرق الاردن

میں ۶۰ زخمی ... ۱۰ نصف حصہ رملہ اور لد کا اور تیسرا حصہ نابلس کا گر گیا۔

مراسل بلاغ لکھتا ہے۔ ۱۷ر جولائی اتوار کے روز سخت زلزلہ آیا جو گیارہ جولائی کے زلزلے سے نہایت خطرناک تھا۔ اس وقت تک جو مردے گرے ہوئے مکانوں کے نیچے سے نکالے گئے۔ پانچ ہزار کے قریب ہیں۔ اور جو نقصان قدس میں ہوا ہے۔ سرکاری طور پر دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ کا اندازہ کیا گیا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان جامع عمر کو پہنچا ہے۔ جس کی مرمت کے لئے ایک لاکھ مصری پونڈ کا اندازہ کیا گیا تھا۔ اور گذشتہ سالوں میں عالم اسلامی سے اس کے لئے چندہ جمع کیا گیا تھا۔ گرجہ قیامت میں ہیکل کے اس حصہ کو زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ جو روم اور تھوڈکس کے قبضہ میں ہے۔ اور گرجہ یونان میں بھی بہت سی جگہوں سے دیوار پھٹ گئی ہیں۔

عمان:۔ میں ۵۰ شخص مقتول اور ۶۰ زخمی۔

سمخ شہر بالکل تباہ ہوگیا۔ ایک ہزار مقتول اور زخمی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

اخبار الجابیل:۔ ۲۳ر جولائی لکھتا ہے۔ اتوار کو دس بجے جو زلزلہ آیا۔ اس سے عمان کا نصف حصہ گر گیا۔ اور چار ہزار اشخاص کے لئے پناہ کی جگہ نہ رہی۔

سلط:۔ سو میں سے ۹۰ مکان گر گئے۔ ۳۸ اموات اور ۶۰ اشخاص خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔ اور لد اور رملہ میں پانچ فیصدی مکان بھی محفوظ نہیں رہے۔ ۲۰۰ سے زیادہ خطرناک طور پر زخمی ہوئے۔ اور دو لاکھ پونڈ مصری نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

البلاغ ۲۳ر جولائی لکھتا ہے۔ سرکاری رپورٹ مظہر ہے کہ فلسطین میں ۲۰۰ شخص مقتول اور ۳۵۶ نازک حالت میں اور ۳۷۵ مجروحین اور شرقی الاردن میں ۶۸ موتیں وقوع میں آئیں۔

الاحرار ۱۹ر جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

شرقی الاردن علاوہ مکانوں کے نقصان کے ۵۰ مقتول اور تقریباً اتنے ہی زخمی ہوئے۔ اربد میں ۱۵ مقتول ۱۰ زخمی۔ عجلون ۳ مقتول دو زخمی۔ صافوط ۲ مقتول ۵ زخمی۔ جرش میں ایک اور کرک میں چار۔ نابلس میں ۱۵۰ سے زائد مقتول ۵۰۰ زخمی جو مکانوں کے نیچے ابھی تک دبے ہوئے ہیں۔ انکی تعداد معلوم نہیں اور ایک ہزار کے قریب مفقود الخبر ہیں۔ اور دس لاکھ پونڈ کے قریب نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

مراسل احرار ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں ان ہولناک مناظر کی کیفیت نہیں بیان کر سکتا۔ جو ان شہروں میں ظہور پذیر ہوئے مصیبت زدگان کی خوف سے یہ حالت تھی۔ کہ ماں اپنے بیٹے کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھی۔ نہ باپ اپنے بیٹوں کی طرف۔ اور نہ بیٹے اپنے باپوں کی طرف۔ ہر ایک اپنی جان کی حفاظت کیلئے آپ ہی فکر میں لگا ہوا تھا۔ اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

ولا احاول ان اصف لکم المناظر المخفیة التی حدثت فی تلک البلدان فقد بلغ من رعب المتکربین ان الوالدة لم تکن تلتفت الی ولدها ولا الوالد الی بنیه ولا الابناء الی آبائهم فاشتغل کل بنفسه لنفسه۔

اور نابلس میں عورتوں کی یہ حالت تھی۔ کہ جو حماموں میں نہا رہی تھیں۔ وہ دیوانہ وار حماموں کو چھوڑ کر ننگی گلیوں میں بھاگ رہی تھیں۔ اور وہ پردہ دار عورتیں جو عمر بھر کھلے منہ گھروں سے باہر نہ نکلی تھیں۔ پریشانی کی حالت میں گھروں کو چھوڑ کر باہر بھاگ رہی تھیں۔

اس زلزلہ کا سبب بحیرہ لوط اور وہ نیچی زمین بتائی جاتی ہے جو کہ بحیرہ طبریہ اور بحیرہ لوط کے درمیان ہے۔ اور بحر المتوسط اس جگہ ۶۰۰ قدم کی بلندی پر ہے۔ اور یہ دنیا کی سب سے نیچی جگہ ہے اور بحیرہ لوط بحر المتوسط کی سطح سے ۱۳۰۰ قدم عمق کے فاصلہ پر واقع ہے زلزلہ کے وقت باوجود ہوا تیز نہ ہونے کے بحیرہ لوط یعنی بحیرہ مُردار کا پانی بہم متراد پر کو اچھلتا تھا۔ پس بحیرہ لوط ہی بخارات اور زہریلے مواد کے نکلنے کا ایک راستہ تھا۔ اس لئے بعید نہیں۔ کہ یہی سبب زلزلہ کا ہو۔ اور قدیم زمانہ سے یہ بحیرہ زلزلوں کا مقام رہا ہے۔ چنانچہ پہلی دفعہ حضرت لوطؑ کے زمانہ میں یہ زلزلہ کا سبب ہوا تھا۔ جس سے سدوم اور عموره دو بستیاں تباہ ہو گئی تھیں جس کا ذکر کتاب پیدائش میں آیا ہے۔ اور دوسرا زلزلہ جو حضرت مسیحؑ کے وقت میں آیا۔ وہ ان کے صلیب کے چڑھاتے کے وقت آیا تھا۔ جس کا ذکر متی میں آیا ہے۔

اس وقت جو زلزلہ آیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ظاہر کرنے اور یہ بتانے کے لئے ہے۔ کہ مسیح موعود آچکا ہے۔ اور ان آنے والی آفات سے وہ پہلے لوگوں کو آگاہ کر چکا ہے۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے سفر اور ہمارے سفر سے بیت المقدس اور نابلس اور ناصرہ اور شام والے اس بات سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ آچکا ہے۔

جلال الدین شمس احمدی مبلغ۔ از دمشق۔

خالصہ دھرم اور بابا نانک کا اصلی مذہب

اس نام کا رسالہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے (مہر سنگھ) نے چھاپا ہے۔ یہ اپنی قسم کا پہلا رسالہ ہے جس میں نہایت اعلیٰ طریق سے گرو نانک صاحب کے مشرف باسلام ہونیکا ثبوت درشن صاحب کی تشریح درج ہے یہ رسالہ سکھوں کیلئے نہایت مفید ہوگا۔ سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔ چاہیئے کہ احباب منگوا کر سکھوں میں تقسیم کریں۔ قیمت فی رسالہ ۴ر

سکھ اپدیشک گیانی مسلمان ہوگیا اس مختصر رسالہ میں ڈاکٹر جگت سنگھ گیانی جو ہال ہی میں خدا کے فضل سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اسکے مسلمان ہونیکی وجوہات اور گرنتھ صاحب کے تمام حوالہ جات خوشخط جلی قلم سے اردو میں لکھے گئے ہیں۔ تاکہ اردو خواں بھی سمجھ سکیں۔ قیمت ۱ر مفت تقسیم کرنیوالوں سے نصف قیمت لی جاویگی۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے قادیان سے طلب کریں۔

رحیم محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان

دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کا اعلان

(۱) اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض صاحبان روپیہ تو بھیج دیتے ہیں۔ مگر تفصیل مدوار سے اطلاع نہیں دیتے۔ جس سے مجبوراً ایسی رقوم کو امانت رکھکر (الف) دریافت حالات تفصیلی کیلئے دفتر ہذا کو خط لکھنا پڑتا ہے۔ (ب) روپیہ سلسلہ کے اغراض پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ (ج) افراد کے کھاتہ میں جمع نہیں ہوتا جس سے فریقین کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(۲) اکثر احباب وصیت کے روپیہ کی پوری پوری تفصیل یعنی نام معطی وصایا یا حصہ آمد یا شرط اول یا خرچ طبع وغیرہ وغیرہ کی نسبت کوئی تفصیل نہیں دیتے۔ بلکہ بعض تو چندہ عام میں ہی داخل کر کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کرا دیتے ہیں۔ اور اسی غلطی کی وجہ سے موصیوں کا روپیہ ان کے اپنے اپنے کھاتوں میں نہیں جاتا۔ دفتر مقبرہ بہشتی مطالبہ کرتا ہے۔ تو چونکہ موصی روپیہ بھیج چکا ہوتا ہے۔ جو تفصیل کی کمی کی وجہ سے داخل خزانہ ہو جاتا ہے۔ فریقین کو بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے نہایت زور سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ وصیت کی رقم کو جس موصی کی طرف سے کہ ہو۔ اس کا پورا پورا پتہ دیا کریں۔ کہ نمبر وصیت کیا ہے۔ اور آیا حصہ آمد ہے یا وصایا۔ یا شرط اول وغیرہ وغیرہ۔ (۳) بعض احباب دفتر محاسب کو نہیں۔ بلکہ غیر متعلقہ دفاتر کو روپیہ بھیجدیتے ہیں جس سے غلطی پیدا ہونیکے اندیشہ کے علاوہ صحیح وقت پر روپیہ دفتر محاسب تک نہیں پہنچ سکتا چنانچہ آج ہی ایک دوست نے مبلغ صر بابت چندہ وغیرہ ناظر صاحب تبلیغ کو بھیجدیئے۔ جو ناظر صاحب موصوف کو یہاں پہنچانے پڑے۔ دعوۃ و تبلیغ کو بھیجے۔ جنکو وصول کر کے یہاں داخل کرانے پڑے۔ اسی طرح بعض دوست ناظر صاحب امور عامہ کو بھیجدیتے ہیں۔ بعض چندہ عام وغیرہ کی رقوم بھی کسی دوست کے نام بھیجدیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ آئندہ ہر ایک قسم کا روپیہ خواہ وہ امانت ہو۔ یا کسی میغہ کی آمد ہو۔ خرچ بورڈ ہو۔ بورڈنگ ہو۔ سکبڈپو کے متعلق ہو چندہ خاص ہو یا عام ہو۔ صدقات ہو یا زکوٰۃ۔ بہر حال سلسلہ کے صیغہ جات میں سے کسی سے متعلق ہو دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجنا چاہیئے نہ کہ کسی ناظر یا کسی دوسرے دفتر کو۔ اور اسی طرح وصیت کے متعلق بھی جو رقم بھیجی جاوے وہ بھی تفصیل کے ساتھ محاسب صاحب کے پاس بھیجی جایا کرے۔

(۴) بعض دوست ہمیں اکثر ایسے طور پر ناظر صاحب بیت المال کو مخاطب کرتے ہیں۔ کہ ایک طرف تو روپیہ مرسلہ کی تفصیل ہوتی ہے۔ اور کاغذات کی پشت پر ناظر صاحب بیت المال کو مخاطب کیا ہوا ہوتا ہے جس سے یہ مشکل پیدا ہوتی ہے کہ بوجہ ایک کاغذ کے دو طرفہ لکھے ہونیکے ہمیں ایک طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یا تفصیل کی رقم محاسب رکھ لیا کرے۔ یا یہ کہ جو مضمون دوسرے صاحب کے نام ہوتا ہے۔ بذریعہ نقل اطلاع دیا کرے۔ جس سے کہ محاسب کا کام بڑھنے کے علاوہ ۲۴ گھنٹے دیر کر کے دوسرے دفتر میں نقل بھجوائی جاتی ہے۔ پس ایسے احباب سے یہ درخواست کیجاتی ہے کہ تمام روپیہ تو محاسب کے نام بھیجا کریں۔ اور اسکے اندر جو تفصیل اور کسی دوسرے صاحب کو کچھ لکھنا ہو وہ علیحدہ ورق پر لکھا کریں تاکہ منزل مقصود پر وہی کاغذ بھجوا دیا کرے۔ امید ہے کہ آئندہ احباب اس کی کو بہت جلد پورا کر کے مشکور فرماویں گے۔ محمد شریف

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تجویز پر مسلمانان پنجاب و دیگر صوبجات کا عمل

ہندوستان کے طول و عرض میں ۲۲ جولائی کو عظیم الشان جلسے

مسلمانان ہند کے قومی و ملی اتحاد کے خوش کن مناظر

مانڈلے (دیہات) میں مسلمانوں کا جلسہ

یہاں مانڈلے میں مسلمانان مانڈلے کا جلسہ ۲۲ جولائی کو پروٹسٹ کے لئے ہوا جس میں حسب ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں۔ (۱) یہ جلسہ فیصلہ کتاب راجپال پر اظہار نفرت کرتا اور گورنمنٹ پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کرے (۲) یہ جلسہ ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک کو اس جبنت و غیرت پر جو انہوں نے دکھائی ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہے۔ (۳) یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیتا ہے۔ کہ کنور دلیپ سنگھ کو ججی کے عہدہ سے برطرف کردے (۴) یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ فوراً ایڈیٹر و پبلشر مسلم آؤٹ لک کو رہا کردے۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ تحریر کیا تھا۔ وہ مسلمانوں کی دلی ترجمانی تھی۔ (۵) ان قرار دادوں کو بذریعہ تار گورنر صاحب بہادر و انسرائے صاحب بہادر انڈیا و مسلم آؤٹ لک کو بھیجا جائے۔

جلسہ میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی۔ کہ ہندوؤں سے پوری پوری چھوت چھات کی جائے۔ (عاجزہ امتہ الحفیظ بیگم از مانڈلے)

ترنگ زئی میں جلسہ

مورخہ ۲۲ جولائی کو ایک جلسہ زیر صدارت ملک عادل شاہ صاحب ہوا جس میں گرد و نواح کے لوگ بھی شامل ہوئے۔ کل تعداد حاضرین قریباً تین ہزار تھی۔ چند تقاریر کے بعد ریزولیوشنز مجوزہ حضرت امام جماعت احمدیہ بالاتفاق رائے پاس ہوئے۔

کبیر والہ میں جلسہ

۲۲ جولائی کو عاجز نے بعد از نماز جمعہ غیر احمدیوں کی جامع مسجد میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا مضمون الفضل پڑھ کر سنایا۔ جو حضور نے ۲۲ تاریخ کے جلسہ کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ اس کے بعد مختصر سی تقریر عام حالات پر کی۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ کے مجوزہ ریزولیوشنز پاس کرائے۔ جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے کئی روز پیشتر خاص و عام مسلمانوں کو شمولیت جلسہ کے لئے تاکید کی گئی۔ الحمد للہ کہ شہر اور دیہات کے کافی مسلمان جلسہ میں شامل ہوئے۔

ہندوؤں نے جلسہ کے بعد شور مچا دیا۔ اور ہندو تھانیدار کو عاجز کے متعلق ڈائری دینے پر مجبور کیا۔ ہندو تھانیدار نے ڈائری افسران بالا کو روانہ کردی ہے۔ اور علاقہ کے لوگوں کو بھی ہندو افسران مجبور کرتے ہیں۔ کہ ان احمدیوں کی کسی تحریک میں شامل نہ ہوں۔ ورنہ ہم تم کو نقصان پہنچائیں گے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں نے دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو انگوٹھے لگانے سے منع کر دیا ہے۔

الحمد للہ کہ ہماری تحریک سے یہاں کئی ایک دکانیں مسلمانوں کی کھل گئی ہیں۔ انشاء اللہ اور بھی عنقریب کھل جائیں گی۔

(خاکسار محمد احسان)

ڈیریانوالہ میں جلسہ

۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء بروز جمعہ منادی کرائی گئی کہ بعد نماز جمعہ چونکی سرکاری میں کل گاؤں کے لوگ ہر فرقہ کے مسلمان جمع ہو کر جلسہ کریں اور وہ قرار دادیں پیش کریں۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت کی حفاظت ہو سکے۔ کل گاؤں کے مسلمانوں نے منظور کر لیا۔ بعد نماز جمعہ جلسہ گاہ مقررہ پر جمع ہو گئے۔ چند تقاریر کے بعد حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ کے مجوزہ ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ صدر جلسہ چودھری نذیر علی خان صاحب نمبردار مقرر ہوئے۔ (نظام الدین)

مین پوری میں جلسہ

مسلمانان مین پوری کا ایک عظیم الشان جلسہ مورخہ ۲۲ جولائی کو منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد تسلی بخش تھی۔ جلسہ میں راجپال کے مقدمہ کے فیصلہ کے متعلق صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ (اقبال احمد صدیقی)

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جلسہ

مورخہ ۲۲ جولائی کو مسلمانان ڈیرہ اسمٰعیل خان کا عظیم الشان جلسہ ہوا۔ خان بہادر احمد خان صاحب صدر مقرر ہوئے۔ جملہ قرار دادیں فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ بالاتفاق پاس ہوئیں۔

(خاکسار محمد صدیق)

مسلمانان کنتریلہ کا اجتماع

الحمد للہ کہ ۲۲ جولائی کو یہاں مسلمانوں کا ایک عام جلسہ ہوا۔ جو یہاں کے لئے ایک غیر معمولی بات تھی۔ اکثر احباب کی عدم شمولیت کے باوجود جلسہ بارونق رہا۔ جملہ سامعین نے اپنے دلی جذبات اور احساسات کا ثبوت جلسہ کی مکمل کارروائی کے ساتھ اتفاق کرنے سے دیا۔ قاضی غلام مصطفٰے صاحب اور مولوی فتح محمد صاحب نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں خاص طور پر حصہ لیا۔ (محمد عبد اللہ)

گوکھووال میں جلسہ

بموجب حکم حضرت امام جماعت احمدیہ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء کو بعد نماز جمعہ گوکھووال و مضافات کا ایک جلسہ ہوا۔ لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے تجویز کردہ ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس کئے گئے۔ (نواب الدین)

چانگڑیاں میں جلسہ

حسب الحکم حضرت امام جماعت احمدیہ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء کو بعد نماز جمعہ قریباً دو بجے دن کے جلسہ شروع کیا گیا۔ قریباً ڈیڑھ سو آدمی چانگڑیاں اور دیگر دیہات سے جلسہ گاہ میں جمع ہوئے۔ سب مسلمانوں نے متفق ہو کر حضرت امام جماعت احمدیہ کے مجوزہ ریزولیوشنز پاس کئے۔ (نواب الدین)

بنگلور میں جلسہ

حضرت امام جماعت احمدیہ کے حسب ارشاد بنگلور میں جلسہ کیا گیا۔ یہ جلسہ بڑی شان و شوکت سے ہوا۔ اس جلسہ میں احمدیوں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ہمارے لئے غیر احمدیوں نے بہت قدر کا

سامان کیا۔ جلسہ بعد نماز جمعہ شروع ہوا۔ اور رات کے ۹ بجے تک جاری رہا۔ (صدیق دیندار)

شیخ پور میں جلسہ

۲۲ر جولائی کو یہاں شیخ پور میں جلسہ کیا گیا۔ ارد گرد کے گاؤں سے بھی لوگ جمع ہو گئے۔ ہندوؤں کی سیاہ باطنی اور گستاخی اور ان گندی کتابوں کی تصنیف کے بارہ میں جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں لکھی گئیں مفصل بتلایا گیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کے مجوزہ ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس کئے گئے۔ (الٰہی بخش)

مسلمانان ہوتی مردان کا احتجاجی اجتماع

مورخہ ۲۲ر جولائی بروز جمعہ بعد نماز عشاء بیرون شہر ایک کھلے میدان میں عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حاجی مرزا غلام نبی صاحب سوداگر منعقد ہوا۔ مولوی امین الحق صاحب نے اپنے اتحادی حالات درست کرنے پر زور دیا۔ موجودہ حالات کو بیان کرنے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ کی ارشاد فرمودہ قراردادیں منظور ہوئیں۔ (عبدالمنان)

تہال و مضافات کا جلسہ

حضرت اقدس امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے بموجب بتاریخ ۲۲ر جولائی کو جمعہ کی نماز کے بعد مقام تہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں دیگر دیہات کے مسلمان بھی شامل ہوئے۔ جلسہ خدا کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا۔ جناب مولوی غلام احمد صاحب سکنہ ڈوگا صدر تھے۔ محضر نامہ پر لوگوں کے دستخط کرائے گئے۔ اور وہ تمام ریزولیوشنز جن کی حضرت اقدس نے ہدایت فرمائی تھی پاس کئے گئے۔ (محمد الدین)

جلسہ مسلمانان سرہند

۲۲ر جولائی ۱۹۲۷ء کو بروز جمعۃ المبارک، سرہند۔ خان پورہ ہرنس پورہ کے احمدی احباب نے اکٹھے ہو کر جلسہ کیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی فرمودہ تجاویز متفقہ رائے سے پاس ہوئیں۔ جن کی نقل گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہے۔ (خاکسار بدرالدین احمدی)

گریدہ صوبہ بہار میں جلسہ

حسب ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ مورخہ ۲۲ر جولائی کو تمام مسلمانان گریدہ کا جلسہ ہوا۔ اور حضور کی مجوزہ قراردادیں باتفاق رائے پاس ہوئیں۔ (عزیز احمد خان)

بھاگووال میں جلسہ

مورخہ ۲۲ر جولائی کو مسلمانان بھاگووال کا جلسہ ہوا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد فرمودہ ریزولیوشنز باتفاق پاس ہوئے۔

لودھراں میں جلسہ

بموجب فرمان حضرت امام جماعت احمدیہ ۲۲ر جولائی ۱۹۲۷ء کو بعد فراغت نماز جمعہ شہر لودھراں کی بڑی جامع مسجد میں جہاں مسلمانان غیر احمدی اور جماعت احمدیہ لودھراں خاصی تعداد میں جمع تھے۔ حضرت اقدس کی تقریر سنائی گئی۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے تجویز کردہ ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے۔

بعض احباب نے اس بات کا وعدہ کیا۔ کہ ہم آئندہ ریزولیوشنز کے مطابق عمل کریں گے۔ اور دوسروں کو بھی نصیحت کریں گے۔ سردست ایک دوکان بھی غیر احمدی کی مٹھائی کی کھلوائی گئی ہے۔

(خاکسار محمود خان)

پدو ہالھی میں جلسہ

۲۲ر جولائی ۱۹۲۷ء کو مسلمانان علاقہ ہذا کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ہر فرقہ و خیال کے مسلمان ایک بڑی تعداد میں شامل تھے۔ جلسے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی ارشاد فرمودہ قراردادیں پیش ہو کر متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔ (نصر اللہ خان)

مسلمانان گوجرہ کا اجلاس

۲۲ر جولائی ۱۹۲۷ء کو مسلمانان گوجرہ کا ایک عظیم الشان اجلاس بمقام عیدگاہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب منعقد ہوا جس میں صاحب صدر نے ایک مختصر اور پُر زور تقریر میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے تمام دیرینہ اور تازہ ترین حملوں کا جو آریہ لیکچرار دشمنان اسلام پر کرتے ہیں۔ ذکر کیا۔ اس کے بعد جناب مولانا مولوی نذیر احمد صاحب نے بلحاظ وقت اپنی تقریر میں ان گندے اعتراضات کا جو مخالفین نے سرور کائنات پر کئے ہیں۔ شافی جواب دیا۔ آخر میں شیخ عبدالعزیز صاحب آڑھتی منڈی گوجرہ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے مجوزہ ریزولیشنز پیش کئے۔ جو باتفاق رائے پاس ہوئے۔

مسلمانان ترناب کا جلسہ

مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۲۷ء بروز جمعہ کو یہ جلسہ جلسہ مسلمانان موضع ترناب و دشت نگر تحصیل چارسدہ کی طرف سے بمقام ترناب رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تحفظ عزت و شوکت کے بارہ میں منعقد ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی مجوزہ قراردادیں باتفاق رائے پاس کی گئیں۔ محضر نامہ پر دستخط بھی کروائے گئے۔ (خاکسار عبداللہ)

انچولی ضلع میرٹھ میں جلسہ

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یہاں ۲۲ر جولائی کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں جلسہ کیا گیا۔ لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔ ریزولیوشنز مجوزہ حضرت امام جماعت احمدیہ پاس کئے گئے۔ (قمر دین)

مسلمانان سیلون کا جلسہ

مسلمانان سیلون کا ایک عام جلسہ ۲۲ر جولائی کو منعقد ہوا جس میں کتاب رنگیلا رسول کے مصنف راجپال کے فیصلہ کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور ایڈیٹر اخبار مسلم آؤٹ لک سے ہمدردی کی گئی۔

گوگیرہ میں جلسہ

یہ جلسہ زیر صدارت شیخ عبدالعزیز صاحب سوداگر چرم مسجد صدر گوگیرہ میں سرانجام پایا۔ ہر ایک فرقۂ اسلام کے لوگ حاضر جلسہ تھے۔ احمدی احباب نے تقریریں کیں۔ حاضرین نے نہایت شوق سے سنیں۔ حاضرین نے ہندوؤں کے اس رویہ پر جو کہ انہوں نے سید الانبیاء کے حق میں اختیار کر رکھا ہے نفرت و حقارت کا اظہار کیا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے تجویز کردہ ریزولیوشنز باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(محمد حسین)

ہندوؤں سے سرحدی مسلمانوں کی شرافت اور رواداری

(سرحدی نامہ نگار الفضل کے قلم سے)

جس دن سے جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے مقدمہ راجپال کا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں کو سخت ٹھیس لگی ہوئی ہے۔ اور اس پر ہندو اخبارات نے مختلف قسم کے دل آزار آرٹیکل شائع کر کے ہمارے زخموں پر مزید نمک پاشی کی ہے۔ یوں تو ہر روز نت نیا مضمون دیکھنے میں آتا ہے۔ مگر اس وقت ان بہتانوں کا راز فاش کرنے کے لئے جو آئے دن مسلمانوں اور اسلام کی پاک تعلیم پر لگائے جاتے ہیں۔ اخبار ٹریبیون ۱۳ جولائی ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۶ کالم ۱ کا مضمون جو ایک پشاوری نامہ نگار کی طرف سے سرحدی علاقہ کے متعلق شائع ہوا ہے۔ محرک ہوا ہے۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔

"انہیں صرف معمولی بستر اور چند برتن لے جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ اپنی جائداد۔ نقدی اور جنس دونوں سے محروم کئے گئے۔ اور اس طرح سے انہوں نے بہت بھاری نقصان اٹھایا۔ وہ ہزاروں روپے نقد اور قرض پر چلاتے تھے"۔ مگر یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ بے شک علاقہ تیراہ میں مختلف جگہوں پر جلسے ہوئے۔ اور ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کے ریزولیوشنز پاس ہوئے۔ چونکہ کثرت سے مسلمانوں نے اپنی زمینیں مکان دوکانوں وغیرہ کے لئے ہندوؤں کو دی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس موقعہ پر مسلمانوں نے ہندوؤں سے کہا کہ اب ہم نے آپ لوگوں سے لین دین نہیں کرنا۔ اس وجہ سے آپ کا اس علاقہ میں رہنا بے فائدہ ہے۔ اور ہم کو اپنی زمینیں مکان۔ دوکانیں مسلمان دوکانداروں کے لئے درکار ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ آپ کسی ایسے علاقہ میں چلے جائیں۔ جہاں آپ کا کام چل سکے۔ چونکہ یہ ہمدردانہ مشورہ تھا۔ اس لئے ہندو اس پر راضی ہو گئے۔

یہاں کے جلسوں میں یہ ریزولیوشنز متفقہ طور پر شنواری آفریدی۔ کوکی خیل وغیرہ قوموں کے درمیان خاص طور پر پاس ہؤا تھا۔ کہ اس موقع پر کسی ہندو کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔ بلکہ یہاں تک ان قوموں نے آپس میں اقرار کیا تھا۔ کہ اگر کسی قوم یا فرد نے کسی ہندو کو تکلیف دی۔ تو دوسری قوم کا حق ہوگا کہ اس قوم پر تاوان لگا کر ہندوؤں کے نقصان کو پورا کرے ہر ایک ہندو کو ہر ایک چیز لے جانے کی اجازت تھی۔ اور قطعاً کسی قسم کی ممانعت نہ تھی۔ بلکہ جن مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے صرف معمولی بستر اور برتن لے جانے کی اجازت دی۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے آخر انہی لوگوں کی حفاظت میں ہندو بخیریت پشاور پہنچے۔ اس موقعہ پر جیسا کہ اس علاقہ میں تعلیم کی کمی ہے۔ ان اقوام کا ہندوؤں کو قتل کر دینا بھی بالکل معمولی بات تھی۔ کیونکہ نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی ونفسی) کی ذات بابرکات پر ناپاک حملے ان کے صبر و قرار کو بے قابو کرنے کے لئے کافی تھے۔ مگر انہوں نے شرافت اور تحمل کا نہایت اعلےٰ ثبوت دیا۔ اور ہندوؤں کی ہر طرح حفاظت کی۔ ایسی حالت میں ہندوؤں کو سرحد کے مسلمانوں کا ممنون ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے بہ حفاظت تمام ان کو پشاور پہنچایا۔ خاص طور پر خان بہادر خان عبدالصمد خان صاحب اسسٹنٹ پولیٹیکل افسر جنہوں نے ہر طرح سے ان کی مدد کی۔ اور پھر ۵ اگست کو جبکہ دو صد کے قریب ہندو سکھ مع بال بچے گاڑی میں سوار ہونے کے لئے لنڈی کوتل کے سٹیشن پر آئے۔ تو جناب خان صاحب سردار عباس علی خان صاحب پولیٹیکل تحصیلدار لنڈی کوتل نے ہر ممکن طریقہ سے ان کی امداد کی۔ اور ہر تکلیف کے رفع کرنے کے لئے برابر تین گھنٹہ تک دوپہر کے وقت سٹیشن پر موجود رہے۔ اور خاص مسلح جرگہ جو قریباً پچیس سرکردہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ جمرود تک حفاظت کے لئے ساتھ کیا۔

یہ لوگ کون تھے۔ آخر مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے عملی رنگ میں اسلام کی پاک تعلیم ظاہر کی۔ پس نامہ نگار ٹریبیون کا ہندوؤں کے نقصان اور غلطی کے متعلق لکھنا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ جس وقت ہندوؤں کا یہاں سے نکلنے کا فیصلہ ہو گیا۔ اس وقت ایک شخص مسمی جواہر سنگھ نے ۷۰۵ روپیہ سید یوسف شاہ صاحب رئیس زنتارہ سے لینے تھے۔ شاہ صاحب نے فوراً یکمشت جواہر سنگھ کو چکتا یعنی پانچ ہزار روپیہ ادا کر دیا تاکہ وہ یہ خیال نہ کریں۔ کہ مسلمانوں نے جبر کیا ہے۔ یہ موقع تھا۔ کہ شاہ صاحب روپیہ نہ دیتے۔ جیسا کہ سرحدی لوگوں پر الزام لگایا جاتا ہے۔ مگر نہیں شاہ صاحب نے خود بخود روپیہ ادا کر دیا۔ پھر ہندوؤں نے ہی مسلمانوں سے قرض نہیں لینا تھا۔ بلکہ مسلمانوں نے بھی ہندوؤں سے لینا تھا۔ چنانچہ ملک دولت خان صاحب و ملک نور خان صاحب نے مسمی لال سنگھ موضع زید خان کلی سے دو ہزار روپیہ لینا تھا۔ لیکن جب ہندو اس علاقہ سے جانے لگے۔ تو ملک صاحبان نے لال سنگھ کو یہ نہ کہا۔ کہ روپیہ ادا کر کے جاؤ۔ بلکہ نہایت ہمدردی سے دونوں ملک صاحبان نے یہی کہا۔ کہ جب روپیہ آپ کے پاس ہوگا۔ ادا کر دینا۔ چنانچہ وہ سکھ بغیر روپیہ ادا کئے اس علاقہ سے چلا گیا۔ اور اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں دی گئی۔

اس طرح ہمارے سرحدی مسلمان بھائیوں نے عملی رنگ میں اسلام کی پاک تعلیم کا نمونہ دکھایا۔ ان ہر دو مثالوں سے مسلمانوں کا ایثار محبت و ہمدردی ظاہر ہے۔ کاش ہندو بھائی ان مثالوں سے فائدہ اٹھائیں۔ بوقت ضرورت اور بھی کئی ایک مثالیں اسی قسم کی پیش کی جا سکتی ہیں۔

دوسرا اعتراض جو عام طور پر ہندو اخباروں میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی ذات بابرکات پر لگایا جاتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ ان کے پوسٹروں اور مبلغین کے ذریعہ سرحد میں جوش پھیلا ہے۔ اس الزام کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر شخص کا حق ہے۔ کہ اپنے حقوق اور اپنی قوم کے حقوق کی حفاظت کے لئے عملی قدم اٹھائے۔ اور اپنی قوم کو صحیح راستہ پر چلا کر کامیابی کا منہ دیکھنے کی تلقین کرے۔ اس پر کسی کو اعتراض کا کیا حق ہو سکتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ابھی چند دن ہی اس منظم احمدیہ جماعت نے جو کام کیا ہے اور مسلمانوں میں جس قدر بیداری پیدا کر دی ہے۔ اس نے ہندوؤں کو سخت حیران و پریشان کر دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں۔

تمام ہندو اخبارات کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس شخص پر ان کی طرف سے الزام لگایا جاتا ہے۔ یہ اسی شخص یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ کے پوسٹروں اور تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ سرحدی قوموں نے اپنے جوش کو دبائے رکھا۔ ورنہ ان میں اس قدر جوش تھا جس سے بہت ممکن تھا۔ کہ صورت حالات بالکل اور ہوتی۔ کیونکہ یہ غیور با غیرت لوگ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف ناپاک کلمات سننے کی قطعاً تاب نہیں رکھتے۔

ذات پات کا سوال

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے اخبار میں وقتاً فوقتاً بعض اشتہارات سلسلہ کے مشہور اشخاص کی طرف سے چھپتے رہے ہیں جن میں بیرونِ قوم کے رشتوں کی ضرورت ظاہر کی جاتی تھی۔ چونکہ ایسے اشتہارات (اگرچہ آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہوتے) ان لوگوں کیلئے روک بن جاتے ہیں۔ جو ذات پات کی قیود کو مٹانا چاہتے ہیں اسلئے پریذیڈنٹ انجمن نوجوانان احمدیہ پشاور نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے استفسار کیا کہ آیا ایسی خصوصیات پیدا کرنا جائز ہے؟ حضور نے جواب میں لکھوایا کہ ذات پات تو اسلام میں نہیں۔ لیکن طبائع آہستہ آہستہ بدلا کرتی ہیں۔ اور دیر لگتی ہی ہے۔" لہٰذا ملتمس ہوں کہ آپ ان سطور کو بھی اپنے اخبار میں جگہ دیدیں۔ تاکہ ان اشتہارات کا ایک حد تک ازالہ ہو جائے۔ (خادم عبدالحق راہی احمدی سکرٹری انجمن نوجوانان احمدیہ پشاور)

وصیتیں

۲۴۶۳:- میں سید غلام جیلانی شاہ ولد سید قاسم شاہ ساکن چک ۱۶۷ جنوبی ضلع شاہ پور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے پانچویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد نصف مربع زمین نہر جہلم چک ۱۶۷ جنوبی علاقہ سرگودہا میں ہے، مکان سکونتی جسکے نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ قیمتی ۱۱۱ جو واقعہ معین الدین پور ضلع گجرات میں ہے ۲۶-۶-۲۷

العبد:- سید غلام جیلانی شاہ بقلم خود ۔ گواہ شد:- بقلم خود سید علی اکبر شاہ چک ۱۶۷ جنوبی ۔ گواہ شد: حکیم محمد فیروز الدین محصل

۲۶۵۴:- میں خدا بخش ولد سجا قوم جٹ عمر ۶۰ سال ساکن گلانوالی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲ر جولائی ۱۹۲۶ء کو اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت زمین چاہی و بارانی واقعہ موضع گلانوالی قریباً ۱۴ گھماؤں کے ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ اسکے 1/3 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/3 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ المرقوم ۲ر جولائی ۱۹۲۶ء

کاتب الحروف امام الدین احمدی ۔ العبد خدا بخش ولد سجا موصی سکنہ گلانوالی ۔ گواہ شد: عبدالمجید ولد میاں خدا بخش سکنہ گلانوالی پسر موصی۔

گواہ شد:- عبداللہ ولد خدا بخش پسر موصی سکنہ گلانوالی۔

۲۶۵۸:- میں عبدالواحد منشی ولد نور محمد صاحب قوم ککے زئی عمر ۲۳ سال ساکن بازید چک تحصیل وضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں۔ مگر ماہوار آمد ۵۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۹ر جولائی ۱۹۲۶ء۔ العبد عبدالواحد کلرک سپرنٹنڈنگ انجنیئر ہائیڈرولک ورکس سرکل پالم پور۔ گواہ شد:- عزیز اللہ خان احمدی پالم پور۔ گواہ شد: عبدالمجید خان منیجر خزانہ پالم پور۔

۲۴۴۵:- میں محمد شفیع ولد میر محمد قوم ککے زئی پٹھان ساکن نوشہرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۱۱۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء۔ محمد شفیع ہیڈ کلرک انچارج ریلوے سٹیشن نوشہرہ چھاؤنی۔ ضلع پشاور۔

گواہ شد:- غلام احمد ولد غوث محمد کھوکھر ساکن سعد اللہ پور۔ حال وارد شیڈ نوشہرہ ۔ گواہ شد:- محمد ظہور الدین ولد محمد علی خان۔ ساکن سٹروعہ۔ حال ملازم انجن شیڈ نوشہرہ۔

۲۶۳۵:- میں ڈاکٹر محمد علی خان احمدی ولد میاں میراں بخش صاحب احمدی۔ قوم میر عمر ۵۲ سال ساکن شیخپور ضلع گجرات (حال وارد ممباسہ افریقہ) بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ر جون ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ایک پلاٹ دو کنال زمین کا واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان ہے۔ جو کہ مبلغ ۱۲۰۰ سو روپیہ کو میں نے خرید کی ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ماسوائے اسکے اور کوئی میری جائداد نہیں ہے۔ کیونکہ سب جائداد ہمارے والد بزرگوار مدظلہ کے قبضہ میں ہے۔ مگر علاوہ اس کے میرا گذارہ میری تنخواہ پر ہے۔ جو کہ مبلغ ۶۰۰ شلنگ ماہوار ہے۔ علاوہ اسکے یہاں پرائیویٹ پریکٹس بھی ہے جس کی آمدنی غیر متعین ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا جو بھی ہوا کریگی۔ دسواں حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز جو رقومات حصہ جائداد کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے انکی رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقومات کو میری جائداد متروکہ کے حصہ موعودہ سے منہا کی جائے۔ یکم مئی ۱۹۲۶ء سے اس پر عملدرآمد ہوگا۔ والسلام۔ العبد:- خاکسار محمد علی خان احمدی موصی۔ سب اسسٹنٹ سرجن ممباسہ ۔ گواہ شد:- میر عنایت اللہ خان پسر موصی ۔ گواہ شد:- اکبر علی خان ٹھیکیدار کلنڈنی۔

۲۶۰۸:- میں میراں بخش ولد صاحبدین قوم میر ساکن شیخپور ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائداد ہو۔ اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) ایک مکان واقعہ موضع شیخپور جو بعد حصہ کشی کے میرے حصہ میں آیا ہے تخمیناً ایکہزار روپیہ کی مالیت کا ہے۔ جس کا حدود اربعہ بہ تفصیل ذیل ہے۔ شمالاً مکان الٰہی بخش شرقاً مکان نور محمد جنوباً مکان ڈاکٹر محمد علی خان۔ غرباً مکان اکبر علی خان۔ بعد میری وفات کے صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے 1/8 حصہ کی مالک ہوگی۔ (۳) اراضی چاہی واقعہ موضع شیخپور جو میرے تینوں بیٹوں کی مساوی آمدنی پر خرید کی گئی۔ اور اس میں کچھ میرے ہمسر برادر زادوں کی آمدنی بھی شامل ہے۔ (جسکے بارہ میں علیحدہ وصیت کرونگا) تازیست میرے قبضہ اور تحویل میں ہے۔ میں تازیست اراضی مذکور کی آمدنی کا 1/8 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ بعد میری وفات مطابق میری وصیت کے ان میں تقسیم ہوگی۔ (۴) ایک منزل مکان بنام احمدیہ منزل متصل ریلوے روڈ گجرات میرے تینوں بیٹوں کی آمدنی سے بنا ہوا ہے۔ اور تازیست میری تحویل میں ہے۔ (اس کے حصص کچھ تشریح طلب ہیں۔ جن کے بارہ میں علیحدہ وصیت کرونگا) میں اس کے کرایہ وغیرہ اٹھانے کا مستحق ہوں۔ بعد میری وفات مطابق میری وصیت کے ان میں تقسیم ہوگا۔ مکان مذکور کی آمدنی کرایہ وغیرہ کا 1/8 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ (۵) ایک مکان دارالرحمت قادیان میں ہے۔ وہ میرے چھوٹے بیٹے اکبر علی خان کا ہے۔ وہ بھی میری تحویل میں ہے۔ اگر اس مکان سے مجھے کسی قسم کی آمدنی ہوگی تو اس کا بھی آٹھواں حصہ داخل کرتا رہونگا۔ (۶) اگر میری وفات پر میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۷) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم اپنی جائداد وصیت کردہ کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں۔ تو اسی قدر رقم اسکی قیمت سے منہا کر دی جاویگی۔ کاتب الحروف الٰہی بخش احمدی سکرٹری سکنہ شیخپور ۳ر مئی ۱۹۲۶ء

العبد:- موصی میراں بخش قوم میر ساکن شیخپور ضلع گجرات بقلم خود۔

گواہ شد:- غلام محمد ولد گوہر خان سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ بقلم خود۔

گواہ شد:- میراں بخش احمدی ولد اللہ دتہ جٹ ساکن شیخپور بقلم خود۔

تلاش

ایک لڑکا محمد بشیر پیچا وطنی مڈل سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ ۱۰ر مئی کو کہیں چلا گیا ہے۔ بہت تلاش کی گئی۔ مگر کہیں نہیں ملا۔ اس کا حلیہ یہ ہے۔ رنگ گندمی عمر ۱۴ سال اوپر کے ہونٹ پر خفیف سا نشان جسم دبلا پتلا دبات چیت آہستہ کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا احباب اس بچہ کی تلاش میں مدد دیں۔ اور پتہ لگے تو ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں۔ محمد عبد الرحمٰن احمدی [illegible]

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۱۲ اگست مسٹر ٹیپ سشن جج کی عدالت میں کنجر بھیلہ کے ۶ ہندوؤں کے خلاف صدر دین سقہ کے قتل کا مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت نے تمام ملزمون کو چار چار ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا صرف سادن سنگھ باقی رہ گیا۔ ہندوؤں نے رہا ہونے والے اشخاص کا بہت بڑا جلوس نکالا۔ اور انہیں پھولوں کے ہار پہنائے۔

—— لاہور ۱۲ اگست۔ آج مسٹر ایچ ایل فیلوس سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں لالہ شام لال ایڈیٹر گورو گھنٹال کے خلاف مقدمہ پھر پیش ہوا۔ خلیفہ حکومت رائے وکیل ملزم نے عدالت سے آج تیسری بار درخواست کی کہ ملزم کو ضمانت پر رہا کیا جائے۔ کیونکہ میں نے اس سے مشورہ لینا ہوتا ہے۔ عدالت نے حکم دیا۔ کہ ہم اسے ضمانت پر رہا نہیں کر سکتے۔ البتہ مشورہ کے لئے ہر قسم کی سہولت بہم پہنچا سکتے ہیں۔ ملزم کو مشورہ دینے کے لئے ہر روز عدالت میں بلوایا جا سکتا ہے

—— لاہور ۱۲ اگست ایک شخص مسمی فقیریا ساکن بلاری ضلع مراد آباد نے سردار تارا سنگھ بار ایٹ لاء کلی کے خلاف اپنی عورت کی قیمت ادا نہ کرنے کے متعلق پولیس میں شکایت کی تھی۔ پولیس نے تحقیقات کرنے کے بعد عورت فقیریا کو دلوا دی۔

—— امرتسر ۱۲ اگست سنٹرل سکھ لیگ کا اجلاس ششم ۴-۵-۶ اکتوبر کو دسہرہ کی تعطیلات میں بمقام ہوشیار پور منعقد ہوگا۔

—— ملتان ۱۳ اگست چودہری گوداں دتا سب ڈویژنل افسر انہار لائل پور کے خلاف رشوت ستانی کے تین مقدمات کی تحقیقات کے دوران میں مجلس تحقیقات نے استغاثہ کی طرف سے تقریباً چالیس گواہوں کی شہادتیں قلمبند کی ہیں۔ اب چودہری صاحب سے کہا گیا ہے کہ وہ صفائی پیش کریں۔

—— پونا ۱۲ اگست "رسالہ پیشوا" دہلی کے ایڈیٹر عزیز حسن بقائی نے ہمعصر "مرہٹہ" اور ہمعصر "کیسری" میں اپنا معافی نامہ شائع کرایا ہے اور پیغام بقائی میں اپنے مرہٹہ بھائیوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ اگر مضامین سے غم و غصہ کے جذبات پیدا ہوئے ہیں۔ تو بلا تامل انہیں واپس لیا جاتا ہے۔ اور صدق دل سے معافی مانگی جاتی ہے۔ پیغام کے اختتام پر اس توقع کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ تمام حضرات مطمئن ہو جائیں گے۔ اور اس معاملہ کا خاتمہ ہو جائیگا لیکن مرہٹے اس پیغام کو ناکافی خیال کرتے ہیں۔ وہ خواجہ حسن نظامی صاحب کی طرف سے اظہار معذرت اور معافی کے منتظر ہیں۔ کیونکہ خواجہ صاحب ہی کو پیشوا کا مالک بتایا جاتا ہے۔

—— دہلی میں سرحدی ہندوؤں کی امداد کے لئے چار ہزار روپیہ جمع کیا گیا۔

—— چین کو جو ہندوستانی فوجیں بھیجی گئی تھیں۔ ان میں سے ڈیڑھ ہزار سپاہی واپس آ گئے ہیں۔

—— پرتاپ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بھائی پرمانند جی کے قتل کی افواہ غلط ہے۔

—— جیل خانجات (پنجاب) کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرائم کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ عدالتیں اب نوعمر بچوں کو جیل خانوں میں نہیں بھیجتیں۔ جدید قانون کے ماتحت نوعمر مجرموں کی رہائش کا علیحدہ انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ بالغ اور عادی مجرموں کی بری صحبت سے محفوظ رہیں۔ مزید برآں مشروط رہائی کا طریقہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ مشروط رہائی کے یہ معنے ہیں۔ کہ اگر کارخانجات وغیرہ کے مالک حفاظت و نگرانی کا یقین دلائیں۔ تو نوعمر قیدی بغرض اصلاح ان کے حوالہ کر دیئے جاتے ہیں۔

—— امرتسر ۱۲ اگست یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا ان ہندوؤں اور سکھوں کو جنہیں سرحدی علاقہ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ حکومت کے لئے پنجاب کے اضلاع میں لایا جا سکتا ہے۔ یا نہیں۔ ماسٹر تارا سنگھ نائب صدر شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی پشاور روانہ ہو گئے ہیں۔

—— راولپنڈی ۱۲ اگست۔ کل ہوتی مردان کے ہندوؤں اور سکھوں کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں راجپال کی کتاب اور اس قسم کی دیگر تحریروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ بابا پریم سنگھ رکن بلاریہ ہوتی صدر اجلاس تھے۔

—— الہ آباد ۱۰ اگست۔ ۳۰ ہزار ہندوؤں کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مسٹر ڈیمونا تند منعقد ہوا جس میں پنجاب گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ ان مصنفوں پر مقدمہ چلائے۔ جنہوں نے رام کرشن دیانند اور دیگر بزرگوں کے خلاف دل آزار کتابیں لکھیں ایک ریزولیوشن یہ بھی پیش کیا گیا۔ کہ راجپال کی کتاب ان ہی کتابوں کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ اس لئے ہی مصنف اس کے لئے ذمہ دار ہیں۔ صاحب صدر نے کہا۔ کہ اگر مسلمان غلط راہ پر چلتے ہیں تو ہندوؤں کو تو نہ چلنا چاہیئے۔ حاضرین نے صاحب صدر سے اتفاق نہ کیا جس پر صدر نے کرسی خالی کر دی۔

—— بڑودہ ۱۲ اگست اپنی رعایا کی تباہی کا حال معلوم کر کے ہز ہائینس مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ نے جیب خاص سے ایک لاکھ روپیہ عطا کرنے کا اعلان کیا ہے۔

—— شملہ ۱۰ اگست لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس ۲۵ اگست کو شملہ میں ہوگا۔

—— بلاسور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بھدرک (اڑیسہ) سب ڈویژن میں سیلاب کی وجہ سے ایک لاکھ آدمی بے گھر ہو گئے ہیں۔ اور ان کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔

—— ٹراونکور کے ایک جنگل میں ہندوستانی شکاریوں میں سے ایک شخص پر ایک اژدہا نے جو ۲۲ فٹ لمبا تھا حملہ کیا۔ شکاری فیر کرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ اس کا نشانہ خطا نہ گیا۔ اور یہ خوفناک سانپ ایک درخت کے گرد مردہ لپٹا ہوا پایا گیا۔

—— پشاور ۱۳ اگست رسالہ "درنعمان" کے مقدمہ کے فیصلہ کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ ہندوؤں کے خلاف ایجی ٹیشن فرو ہو رہا ہے۔ سرحد کے جو ہندو اپنا گھر بار چھوڑ کر پشاور پہنچ گئے تھے۔ انہیں عنقریب قبائل کے علاقہ میں واپس جانے کا مشورہ دیا جائیگا۔

—— لدھیانہ ۱۲ اگست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لدھیانہ کی طرف سے لدھیانہ کے مولوی حبیب الرحمن صاحب پر ایک نوٹس کی تعمیل ہوئی ہے۔ کہ وہ ۱۶ اگست ۱۹۲۷ء اول الذکر کی عدالت میں حاضر ہو کر وجہ بیان کریں۔ کہ مولوی صاحب سے زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ان کی ان تقریروں کی بناء پر جو زیر دفعات ۱۲۴-الف اور ۱۵۳ الف آتی ہیں۔ ایک سال کے عرصے میں ہزار روپے کی ضمانت کیوں نہ لی جائے۔

—— شملہ ۱۱ اگست۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ وائسرائے ہند ۲۹ اگست کو لیجسلیچر کے ہر دو ہاؤسوں کو ایڈریس دینگے۔

ممالک غیر کی خبریں

—— برلن ۱۱ اگست۔ جمہوریہ جرمنی کی آٹھویں سالگرہ تمام جرمنی میں منائی گئی۔ جب پریزیڈنٹ ہنڈنبرگ "ریشتاغ" میں داخل ہوئے تو ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ جہاں سرکاری جشن کے موقع پر لوگوں کا زبردست ہجوم تھا۔ ڈاکٹر ان کارڈ صاف رہنمائے جماعت خلق نے ایک تقریر میں ہر ہربرٹ اور مارشل ہنڈنبرگ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی کو تباہی سے انہی دو بزرگوں نے بچایا ہے۔

—— قاہرہ ۱۱ اگست سلطان ابن سعود کے سفیر اعلیٰ نے امپیریل ایئرویز کے ایک عہدہ دار سے طے کیا ہے۔ کہ وہ انہیں براہ راست بحرین پہنچا دے۔ تاکہ انہیں بصرہ کے علاقہ سے نہ گذرنا پڑے جہاں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ کرایہ سات ملکوں کے کاغذی سکوں میں ادا کیا گیا ہے۔

—— بصرہ ۱۱ اگست سلطان ابن سعود نے زلزلہ فلسطین کے سرمایہ اعانت میں پانسو پونڈ عطاء کئے ہیں۔

—— چارلسٹن ۱۱ اگست۔ آج آدھی رات کو گورنر نے قتل کے عارضی طور پر ملتوی کرنے کا اعلان کیا۔ اور کہا کہ عدالتوں کو اختیار نہ تھا کہ سزا کو عارضی طور پر ملتوی کرتیں۔ یا مزید غور کرنے کیلئے موقعہ بہم پہنچاتیں۔ سینے بکو اور وینزیٹی کی موت کو ۲۲ اگست تک ملتوی کرنے کے لئے ایگزیکٹو کونسل کو سفارش کی تھی کونسل نے دوپہر سے آدھی رات تک اس پر بحث و مباحثہ کیا۔ [illegible]

—— شمالی ایران سے اطلاع آئی ہے۔ کہ شہر کو [illegible] پٹرول کا ایک چشمہ پھوٹا ہے۔ جس میں ایک دن میں [illegible] فیصد تیل نکلا۔

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)